www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

اکبرؔ الٰہ آبادی

اور

اُن کا کلام

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اکبرؔ الہ آبادی

اور

اُن کا کلام

IHSAN UL HAQ ("M.phil Scholar)

نورالرحمٰن

مکتبۂ شاہراہ، اُردو بازار، دہلی ۶

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

IHSAN UL HAQ (M.phil Scholar)

تعدادِ اشاعت ایک ہزار
پہلی بار جنوری ۱۹۶۴ء
قیمت دو روپے

(یونین پریس دہلی)

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

غیر مطبوعہ

کیا شان ترے جمال میں ہے،
ہر وقت زمانہ حال میں ہے!

اکبر الہ آبادی

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

غیر مطبوعہ

ہوں میں پروانہ، مگر شمع تو ہو، رات تو ہو
جان دینے کو ہوں موجود، کوئی بات تو ہو!

گفتنی ہے دلِ پُر درد کا قصہ، لیکن
کس سے کہیئے کوئی مستفسرِ حالات تو ہو!

داستانِ غمِ دل کون کہے، کون سُنے
بزم میں موقعِ اظہارِ خیالات تو ہو!

اکبر الہ آبادی

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

IHSAN UL HAQ (M.phil Scholar)

اکبر الہ آبادی

سید اکبر حسین نام۔ اکبر تخلص، قصبہ بارہ ضلع الہ آباد میں ۱۶ نومبر ۱۸۴۶ء کو پیدا ہوئے۔ اپنے والد سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور ابھی تعلیم مکمل بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ایک معمولی نوکری کر لی، لیکن علم کا شوق برابر رہا۔ رفتہ رفتہ ملازمت میں بھی ترقی کرتے رہے اور اسی کے ساتھ تعلیم میں بھی۔ انگریزی زبان سیکھی اور قانون کا مطالعہ کیا۔ جب وکالت کی سند حاصل کی تو اکبر تحصیلدار تھے، پھر منصف ہوئے اور بالآخر مسٹن جج کے عہدہ تک پہنچے۔ ۱۹۰۳ء میں پنشن لے کر الہ آباد میں سکونت اختیار کی اور ۱۹۲۱ء میں وفات پائی۔

اکبر نے گیارہ برس کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا۔ اُن کے ہمعصروں میں رتن ناتھ سرشار، عبدالحلیم شرر اور برج نرائن چکبست تھے۔ اس دور کے شعراء میں وحید الہ آباد میں استادِ فن مانے جاتے تھے۔ اکبر نے ان کی شاگردی اختیار کی اور اُن کی صحبت سے فیض پایا۔ وحید کے رنگ سے اُن کا کلام اور اُن کی وجدانی زندگی متاثر نظر آتی ہے۔

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

درحقیقت یہ اسی طرز کے غزل گو شاعر تھے۔ اکبر کی غزل بھی قدیم طرز میں شروع ہوئی لیکن رفتہ رفتہ اُن کی طبیعت کی جولانی نے اس میں نئے نئے اسلوب پیدا کئے۔

اکبر کے کلام میں تمام اصنافِ سخن موجود ہیں۔ غزل، مثنوی، قطعہ، رباعی، مسدس، مخمس غرض سب ہی کچھ ہے لیکن ان کی عام شہرت کی بنیاد اُن کا سیاسی اور ظریفانہ کلام ہے۔ دوسرے طرز کا کلام قبولِ عام کے اس درجہ تک نہ پہنچ سکا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ کلام اُن کے کلیات میں اس بے ترتیبی سے منتشر ہو گیا ہے کہ اس پر نظر پڑنی سب تبھی نہیں۔ اور دوسرے طرز کے اشعار کی شوخی اور واقعاتی اشاروں میں اس کلام کا اثر دیر تک قائم نہیں رہتا۔ کلامِ اکبر کے مطالعہ کرنے والے بالعموم اس بے ترتیبی کا لحاظ نہ کر سکے۔ شاید یہی سبب ہے کہ اکبر کے ظریفانہ اور سیاسی کلام نے تو قبولِ عام کی سند حاصل کی لیکن دوسرے مضامین اور اصنافِ سخن کے قدردانوں کی تعداد محدود رہی۔

اکبر نے اپنے خطوط میں کلیات کی ترتیب کا ذکر کیا ہے۔ اُس سے بھی اس بے ترتیبی کا پتہ چلتا ہے۔ اور "رقعاتِ اکبر" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ترتیبِ کلام کی یہ ابتری خود اکبر بھی محسوس کرتے تھے۔ بعض اقتباسات قابلِ ملاحظہ ہیں۔

"تین ہزار سے زیادہ نظمیں بیاضوں میں موجود ہیں۔ حصہ سوم کے لئے پبلک کا بڑا تقاضا ہے۔ حیران ہوں کہ ترتیب و انتخاب کیوں کر ہو۔"

(ص ۲۹ بنام سید سلیمان ندوی بابت ۱۹۰۶ء)

"حصہ سوم کی تہذیب و ترتیب میں مصروف ہوں۔ مشیر کوئی نہیں، قریب ۲۶۰۰ کے نظمیں ہیں۔" (ص ۱۲ بنام سید افتخار حسین)

"میری نظموں کی نقل ہو رہی ہے۔ کوئی نگرانی کرنے والا نہیں ہے۔ عشرت نے مجھ کو پڑھ کر سنانا اور انتخاب کرنا شروع کیا تھا وہ چلے گئے۔"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

(بنام منشی شرف الدین احمد ۱۹۰۷ء)

بالآخر جب کلیات مرتب ہو کر شائع ہو گیا تو انھوں نے شیخ عبدالقادر کو اس کی ترتیب کے متعلق زیادہ وضاحت سے لکھا ہے۔

" الہ آباد

۱۵ر اکتوبر ۱۹۰۸ء

مکرمی،

کاپی کلیات رجسٹری کرا کے بھیجدی ہے۔ یہ ترتیب عشرتؔ لکھنوی کی ہے۔ میں چاہتا تھا کہ عاشقانہ رندانہ اور ظرافت شامل نہ ہو، اور بقیہ اشعار بلحاظ مضامین ترتیب پا سکیں۔ اب کیا ہو سکتا ہے، آئندہ دیکھا جائے گا۔ کچھ کلام اور صحیح ہو گیا ہے۔ لیکن اس کی اشاعت اب نہ روکنا چاہیئے۔ ہر ایک کی پسند جداگانہ ہے زیادہ تر غرض ہے کہ پولیٹکل نزاکت کو دیکھ لیں درحقیقت میرا روئے سخن کبھی ایسا رہا ہی نہیں۔ نہ مجھ کو قانون اور بجٹ سے الجھن رہی۔ طاقت پر بھی جھنجھلایا ہوں تو طاقت کی حمایت میں۔ لیکن جابجا گورنمنٹ کی طرفداری ہے۔

سید صاحب کی بھی تعریف ہے۔ ایک مدت دراز کے خیالات کا مجموعہ ہے۔ جس وقت جو ترنگ آئی موزوں ہو گئی۔ دور سوم و دور دوم و اول میں تو کچھ لحاظ زمانہ کا رکھا گیا ہے۔ ظرافت اور اشعار متفرق بالکل مخلوط ہیں۔ بعض ظرافت جو بظاہر نہایت شوخ اور شدید رندانہ ہے درحقیقت ایک پولیٹکل خیال کا اظہار ہے۔ لبرٹی اور سیلف گورنمنٹ کو مکر قرار دیا، اعلےٰ عہدوں کو وصل سمجھا اور مسلم پالیسی کو عاشق اور کہہ دیا ہے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کیوں وصل میں جستجو کمر کی وہ کرے
حاضر میں نہ حجت اور نہ غائب کی تلاش

بہرکیف، آپ ضروری نوٹ کرتے جائیے گا۔ غلط نامہ مرتب ہو گیا ہے اس کی نقل بھیجدوں گا۔ زیادہ تر کتابت اور مطبع کی غلطی ہے۔ لیکن جا بجا میں نے بھی امینڈمنٹ کیا ہے۔

میں آپ کی محبت کا بہت ممنون ہوں۔ خدا جزائے خیر دے"

اکبر حسین

(بنام آنریبل سر عبدالقادر، بیرسٹر سابق وزیر تعلیم پنجاب و جج چیف کورٹ۔ سابق ایڈیٹر مخزن۔ دہلی و لاہور)

کلیاتِ اکبر کی یہ بے ترتیبی جیسا کہ خود اکبر کے اس خط سے معلوم ہوتا ہے اتفاقی نہ تھی۔ بلکہ ایک حد تک اس میں قصد و ارادہ بھی شامل تھا۔ معلوم نہیں اس کو کس مصلحت سے جائز سمجھا گیا۔ بہرحال، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکبر کی ہمہ گیر طبیعت کے مختلف رنگ اپنی اپنی جگہ پورے آب و تاب سے جلوہ گر نہ ہو سکے اور اُن کے کلام کے بعض اصناف کی پوری قدر و منزلت نہ ہوئی۔

یہ صحیح ہے کہ اکبر شاعری میں نئی طرز کے موجد تھے اور اسی طرز نے شہرتِ دوام حاصل کی لیکن اُن کی شاعری ترقی پسندی کا بھی صحیح نمونہ ہے اور اس کو مقصدی بھی کہہ سکتے ہیں، مگر یہ لفظ شاعری کے لئے اس درجہ بدخود غلط ہے کہ ہم اکبر کی شاعری کو اس سے آلودہ کرنا پسند نہیں کرتے۔ اکبر کا مقصد کہیں اصلاح ہے تو کہیں مزاح، کہیں تعریض، کہیں تنقید۔ کبھی وہ چھپی ہوئی حقیقتوں کو آشکارا کرتا ہے اور کہیں کھلی باتوں پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ وہ طنز کرتا ہے مگر دُکھ نہیں دیتا، وہ مذاق اُڑاتا ہے مگر تحقیر نہیں کرتا۔ مذہب کا احترام، خدا کے وجود کا اقرار، اخلاق کی برتری، اعمال کی کارفرمائی،

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کلام اکبر کی بنیادیں ہیں اور اُن کے کلام میں ان مضامین کی طرف جو اشارے ہیں وہ یقیناً ایک مقصد کی طرف ذہن کی رہنمائی کرتے ہیں لیکن اس کو 'مقصدی' شاعری نہیں کہا جا سکتا۔ غزل گوئی سے قطع نظر کر لی جائے تو اکبر کی شاعری کا نام قومی شاعری ہے اور یہ ہی وہ نام ہے جو اُن کے زمانہ میں قدیم طرز کی شاعری کو چھوڑ کر نئے طرز کے لکھنے والوں مثلاً حالی، شبلی، اور اقبال کے کلام کو حاصل ہوا۔ ہمارے اس خیال کی تائید خود اکبر کے قول سے بھی ہوتی ہے۔ وہ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

"میں خیال کرتا تھا کہ قوم و مذہب کی افسوسناک حالت پر عمدہ اشعار جو حالی، شبلی اور میں نے لکھے ہیں اور نیز بعض دیگر حضرات کے اُن کو یکجا کر کے چھپوا دے"

بظاہر یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ زمانہ نے اکبر کو لسان العصر تو مانا لیکن قومی شاعر نہیں کہا۔

حقیقت یہ ہے کہ اکبر کا موضوع سخن انسان اور سماج ہے اور اُس کی شاعری اس معنے میں قومی شاعری ہے لیکن وہ جن مسائل سے بحث کرتا ہے وہ دوسرے قومی شاعروں سے مختلف ہیں۔ اسی لئے اکبر قومی شاعری کے میدان میں اپنے ہمعصروں سے ممتاز و بلند نظر آتے ہیں۔ اکبر کے معاصرین کی قومی شاعری کسی مخصوص جماعت کے مخصوص حالات سے متعلق ہوتی تھی لیکن اکبر کا فکر کسی جماعت یا طبقہ میں محدود نہ تھا، وہ انسانیت اور کائنات کی وسیع فضا میں سانس لیتا تھا، وہ زندگی کے ہر پہلو اور انسانی تگ و دو کے ہر میدان تک رسائی رکھتا تھا، وہ انسان کے ضمیر اور اس کے مقاصد کی بلندیوں تک پہنچتا تھا۔ اکبر چاہتے تھے کہ انسان اپنے تنگ حلقہ میں محصور نہ رہے بلکہ اس دنیا کی ہر تحریک اور جد و جہد کو اُس وسیع نظر اور ہمہ گیر قوانین فطرت کی روشنی میں دیکھے جس کے بغیر صحیح زاویہ نگاہ اختیار کرنا ممکن نہیں۔

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

حالی کا موضوع سخن کیا تھا، اقبال نے کس چیز کو اپنا پیغام بنایا، اِن شعرا کے کلام میں کتنے مضامین پائے جاتے ہیں؟ اگر ان امور کا جائزہ لیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ گو حالی اور اقبال کی شاعری اصناف سخن کے اعتبار سے گونا گوں ہے لیکن موضوع د مباحث کی تعداد زیادہ نہیں۔ اس کا مقصد بھی مخصوص ہے اور دائرہ بھی وسیع نہیں۔ برخلاف اس کے اکبر نے شاعری کو زندگی کی جیتی جاگتی تصویر بنا دیا ہے اور کوئی پہلو ایسا باقی نہیں جس پر اُن کی نظر نہ پہنچی ہو۔ کتنے مضامین، عنوانات اور مسائل ہیں جو قومی زندگی کے وسیع تصور میں دبے ہوئے تھے اور جن کو اکبر کی گہری نظر نے اندھیرے سے نکال کر اجالے میں لا کھڑا کیا اور پھر اپنے مخصوص الفاظ اور تشبیہات سے ان میں جان ڈال دی۔ اکبر کا قومی تخیل بھی جماعت اور فرقہ کے تصور سے آزاد تھا۔ وہ جانتے تھے کہ قوم بنتی ہے اپنے کردار اور اپنی سیرت سے اور اس عقیدہ میں وہ کسی جماعت یا طبقہ کی تخصیص نہیں رکھتے تھے۔ یہ دو شعر اس خیال کی ترجمانی کرتے ہیں۔

ترقی ہو الٰہی شاہدِ مغرب کے جوبن کی
عجب خوش فعلیاں ہیں آج کل شیخ و برہمن کی

نہ چندہ ہے نہ بندہ ہے فقط مغرب کا خندہ ہے
اگر چندے یہی حالت رہی شیخ و برہمن کی

اِسی لئے اکبر کا کلام قومی شاعری کی اس تعریف میں نہیں آتا جو اُن کے ہمعصروں کے لئے مخصوص ہو گئی ہے۔

اس نمایاں فرق کو سمجھنے کے لئے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اکبر کی ذہنیت، توحید کے تصور سے متاثر تھی اور اُن پر وحدانیت کا بڑا اثر تھا اور اس کیفیت نے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اُن کے کلام میں اس درجہ وسعتِ خیال اور ہمہ گیری پیدا کر دی تھی کہ وہ انسان اور اُس کے ماحول کو وہی آزادی دینا چاہتے تھے جو خود فطرت نے عطا کی ہے۔ یہی سبب ہے کہ اکبرؔ کی شاعری کی اپیل زیادہ وسیع ہے، اس کا مقصد بلند اور اس کی ہمدردی ہر جماعت اور ہر طبقہ سے وابستہ ہے۔ اُن کے بعض خطوط میں اس تصوّر کی ایک جھلک نظر آتی ہے اور اُن کا وہ کلام جو آخر زمانہ کا ہے اسی مضمون سے بھرا پڑا ہے۔ بکلا ۱۹۱۱ء میں مہاراجہ سرکشن پرشاد کو اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:۔

"نہایت شوق سے آپ کے مضمون کا منتظر ہوں جو اتحاد و توحید کے باب میں آپ نے پنجاب کے لئے تحریر فرمایا ہے۔ دنیا میں تمام خرابیوں کی جڑ شرک ہے۔ اسی نے غیر خدا کو خدا بنا کر انسانوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ اگرچہ ہم کیا ہماری سعی کیا، دنیا کا مزاج ہی یہ ہے۔ خوب ہوتی تو دنیا کیوں ہوتی۔ لیکن بہر حال، مسئلہ توحید پر زور دیتے رہنا عمدہ ترین شغل زندگانی ہے۔ میری ایک غزل میں ایک شعر ہے۔

شرک چھوڑا تو سب نے چھوڑ دیا
میری کوئی سوسائٹی ہی نہیں"

اکبرؔ نے توحید کا جو تصوّر پیش کیا ہے اس کو نزاعِ لفظی اور اختلافاتِ مذہبی سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس کی بنیاد حقیقت اور معرفت پر ہے۔ وہ انسانوں کے درمیان فرق نہیں کرتا، نہ فلسفیانہ موشگافیوں اور مذہبی اختلافات میں اُلجھتا ہے بلکہ اپنے اعتقاد کو ان الفاظ میں پیش کرتا ہے۔

توحید کا مسئلہ ہے اصلی
باقی ہیں شگوفے ہسٹری کے

دوسری جگہ اس کی وضاحت کی ہے۔

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

مذہب کے یہ مباحث نکلے ہیں ہسٹری سے
ان کو ہے کیا تعلق وحدت کی مسٹری سے

توحید کا یہ تصور واضح ہوجانے کے بعد اکبر کو خالق و مخلوق، بندہ اور خدا کا رشتہ سمجھنے میں دشواری باقی نہیں رہتی اور ایک انسان کا دوسرے انسان سے تعلق قائم ہوجاتا ہے پھر جتنے مسائل اس عالم سے متعلق ہیں، معاشی، سیاسی، اجتماعی، مذہبی، اخلاقی۔ چونکہ اُن کا خورد و منشا خود انسان کا وجود ہے اس لئے اُن کے متعلق بھی اکبر بغیر کسی اُلجھن اور جانب داری کے اظہار رائے کرتے ہیں اور اپنے دامن کو تنگ خیالی اور فرقہ بندی کے خارِ زار میں اُلجھنے نہیں دیتے۔ اُن کی قومی شاعری وہ ہے جس میں انسان بغیر کسی طبقاتی یا جماعتی تفریق کے موضوع سخن بنا ہوا ہے اور اس صنف میں جو کامیابی اُنھوں نے حاصل کی ہے وہ اُن کے کمال فن کی دلیل ہے۔ اس کے متعلق پروفیسر حامد حسن قادری لکھتے ہیں:

"نئی شاعری اور قومی نظموں میں اکبر الہ آبادی کو ایک خاص حیثیت سے ممتاز درجہ حاصل ہے یعنی علاوہ قدیم روش کی غزلوں کے اکبر نے ظریفانہ رنگ میں قومی و سیاسی مسائل بیان کئے۔ اس طرز میں کوئی شاعر اُن سے بہتر کیا اُن کے برابر بھی نہ لکھ سکا۔ گویا اکبر اپنے طرزِ جدید کے موجد و خاتم دونوں تھے۔ بندش کی چستی اور شاعرانہ اُستادی اکبر میں اس حد تک تھی کہ حالی اور آزاد کا درجہ بھی کم ہے۔"

(تاریخ و تنقید ادبیاتِ اُردو۔ صفحہ ۸۱)

اسی طرح اکبر کی غزل گوئی بجائے خود ایک موضوع ہے جس پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن غزل پر تنقید جناب نیاز فتحپوری کا حق ہے اور وہ اس فرض کو ایک موقع پر ادا کر چکے ہیں۔ یہاں ہم اُن کی تنقید کا ماحصل صرف چند سطروں میں پیش کر دینا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کافی سمجھتے ہیں۔ اُن کی رائے ہے کہ :

"اکبر ابتدا میں ناسخ سے متاثر تھے لیکن بعد کو اُن کے کلام میں ہلکا سا رنگ آتش کا بھی پیدا ہو گیا۔ اُن کے دوسرے اور تیسرے دور کی غزلوں میں پختگی پائی جاتی ہے۔ ان میں داخلی رنگ، غزل گوئی کی بڑی صلاحیت موجود تھی لیکن حالات نے اُن کے ذہن و خیال کو ظرافت اور طنز نگاری کی طرف مائل کر دیا اور غزل گوئی کی صلاحیت دب کر رہ گئی۔

یوں تو ہر شاعر اپنے زمانہ اور گرد و پیش کے حالات سے متاثر ہوتا ہے لیکن اکبر کا کلام از سر تا پا اُس دورِ انقلاب کی پیداوار ہے جو ۱۸۵۷ء کے بعد ہندستان میں شروع ہوا اور برطانوی حکومت، نئی تعلیم اور نئی تہذیب کی ترقی کے ساتھ ساتھ اپنے اثرات سے ہندستان میں نئے رجحانات اور نئی تحریکوں کی آبیاری کرتا رہا اور جس کے دوسرے اور تیسرے دور سے اب ہم گزر رہے ہیں۔ مولانا حامد حسن قادری جدید شاعری کی ابتدا بھی اسی دور سے تسلیم کرتے ہیں۔ "جدید شاعری" کے عنوان سے لکھتے ہیں :-

"(چوتھا دور) جو غدر ۱۸۵۷ء کے بعد سے شروع ہوتا ہے زمانہ انقلاب اور جدید شاعری کا اصلی، مستقل اور مستند دور ہے۔ ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت مستحکم ہو گئی تھی۔ انگریزی تعلیم، انگریزی علوم، انگریزی شاعری، انگریزی خیالات بہت تیزی کے ساتھ پھیل رہے تھے۔ اُردو عدالتی زبان بن چکی تھی۔ انگریزوں نے اُردو زبان سیکھنی اور اس کی سرپرستی کرنی شروع کر دی تھی۔ چنانچہ اُردو نثر کی تصانیف کی طرح اُردو کی جدید شاعری کا نیا دور بھی انگریزوں کی سعی و امداد سے شروع ہوا۔"

(تاریخ و تنقید ادبیاتِ اُردو۔ صفحہ ۸۰)

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اس زمانہ میں جو انقلاب ذہنی تصورات میں ہوا ہے اُس کی سب سے بہتر مثالیں اکبر کے کلام میں پائی جاتی ہیں لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ اکبر کا ذہن ، اِس انقلابی رو سے بغاوت کرتا ہے ، اس کا تصور نئے خیالات کو شبہ کی نظر سے دیکھتا ہے ، اس کا ضمیر نئی ذہنیت کو قبول نہیں کرتا لیکن وہ خود ان حالات سے متاثر ہوئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ دامن بچا کر چلنا چاہتا ہے مگر ہچکچاتا ہے ، انکار کرنے کی ہمت باندھتا ہے مگر فقرہ چست کر کے رہ جاتا ہے۔ پھر نئے اور پرانے خیالات میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ایک درمیانی راستہ تلاش کرتا ہے لیکن یہ کوشش بھی نکتہ چینی اور طنز پر ختم ہو جاتی ہے ، کوئی واضح اور مکمل طریق عمل سامنے نہیں آتا۔ اکبر کہتے ہیں کہ

"میں ایک دن اپنے لڑکے عشرت میاں سے کہہ رہا تھا کہ میں نے ساری عمر انگریزی تہذیب کی ہنسی اڑائی مگر انگریزی تہذیب نے خود میرے بیٹے کی داڑھی مونچھ مونڈ کر میرے سامنے کھڑا کر دیا اور میری ہنسی اڑائی۔ اب میں اپنی قدامت کی دوبارہ زندگی سے مایوس ہو چلا ہوں۔"

اِسی کیفیت کو وہ اپنے ایک شعر میں بھی ظاہر کرتے ہیں ؎

نظمِ اکبر کو سمجھ لو یادگارِ انقلاب
یہ اُسے معلوم ہے ٹلتی نہیں ، آئی ہوئی

اکبر نے اپنے زمانہ کے انقلابی دور سے آنکھ نہیں بند کی مگر اُس کو رد کرنا چاہا۔ لیکن یہ بھی محض شاعرانہ جوش نہ تھا اور نہ قدامت پسندی۔ درحقیقت وہ اس انقلابی دور کی نئی چیزوں کو گہری نظر سے دیکھتے تھے اور جدید رجحانات کی اصل و حقیقت تک پہنچنا چاہتے تھے۔ اور اس زمانہ میں جو نئے مسائل پیدا ہو گئے تھے اُن کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار پورے اعتماد کے ساتھ کرتے تھے اور اظہارِ رائے میں پوری آزادی اور جرأت سے کام لیتے تھے۔ اُن کا یہ بھی اعتقاد تھا کہ اس دور کی مغربیت ، ترقی اور نئی تعلیم اور پھر اُس

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کی اندھا دھند پیروی اور تقلید زیادہ دنوں چلنے والی نہیں۔ زمانہ کروٹ لیا کرتا ہے اور پھر بدلے گا۔ اِسی خیال کو اس مصرعہ میں ظاہر کیا ہے۔

اور بھی دورِ فلک ہیں ابھی آنے والے

اور واقعی دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہ دور قائم نہ رہا۔

اکبر کی شاعری کے مختلف دور گزرے ہیں۔ اُنھوں نے ابتدائی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اور ۱۸۸۴ء تک اُن کی شاعری قدیم رنگ کی رہی لیکن اس کے بعد دوسرا دور شروع ہوا، جو ۱۹۱۲ء تک قائم رہا۔ اس میں نئے مضامین، سیاسی، قومی اور نئے اسالیب بیان پیدا ہوئے اور ان کی ظرافت اور طرزِ جدید نے تمام ملک میں غیر معمولی شہرت اور مقبولیت حاصل کی۔ ۱۹۱۲ء کے بعد اُن کے کلام میں معرفت، توحید، بے ثباتی دنیا، زندگی اور موت، اعمال اور آخرت کے مضامین زیادہ نظر آتے ہیں۔ زبان میں سادگی، لہجہ میں نرمی، نظر میں بلندی اور عقیدہ میں پختگی بڑھ گئی ہے لیکن بالکل آخر زمانہ کا کلام گویا موت کے انتظار میں مسلسل نغمہ سرائی ہے اور اپنے عزیز جواں مرگ بیٹے ہاشم کی رحلت اور مفارقت پر اشک افشانی۔

(۲)

اکبر شعر کہتے تھے مگر شاعری نہیں کرتے تھے۔ اُن کے کلام کی سب سے ممتاز خصوصیت سچائی اور خلوص ہے۔ تشبیہ و استعارہ کو چھوڑ کر، اُن کے کلام میں مبالغہ اور اور غلو اس قدر کم ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ اور جہاں کہیں اُنھوں نے سیاسی، قومی، علمی

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اور سماجی مسئلوں سے بحث کی ہے وہاں اپنی رائے بھی ظاہر کی ہے اور ان موقعوں پر جس خلوص اور یقین کا ثبوت دیا ہے وہ شاعری کی عام سطح سے بہت بلند ہے، خود فرماتے ہیں۔

شاعری میرے لئے آساں نہیں　　جھوٹ سے واللہ نفرت ہے مجھے

زمانہ ہو کہ وہ دشمن ہو صاف گوئی کا　　زبان ہے کہ نہیں مانتی مصیبت ہے

یہ بڑا عیب مجھ میں ہے اکبرؔ　　دل میں جو آئے کہہ گزرتا ہوں

اکبر کے کلام کی دوسری خصوصیت ظرافت ہے۔

ظرافت میں صرف ہنسنا ہنسانا ہی نہیں بلکہ اخلاقی نکتہ چینی بھی ہے، طنز اور مضحکہ بھی ہے، چٹکیاں اور گدگدیاں بھی ہیں۔ ظرافت کا استعمال اس کے مقصد کے اعتبار سے جداگانہ ہوتا ہے کہیں تحقیر اور تذلیل اس کی غرض ہوتی ہے۔ کہیں اونچی چیز کو ظرافت سے گرایا جاتا ہے اور کہیں معمولی بات کو بڑھا چڑھا کر بلند اور وقیع بنا دیا جاتا ہے۔ ظرافت ایک حربہ بھی ہے جو دشمن کے خلاف مہلک ثابت ہو سکتا ہے اور دوست کی ہمدردی میں صفیں بھی تیار کر سکتا ہے لیکن ظرافت کا اثر اور اس کی کامیابی منحصر ہے اس کے صحیح استعمال پر اور یہ ایک وجدانی چیز ہے۔ نہ ہر شخص ظریف بن سکتا ہے اور نہ ظرافت سے پورا لطف ہی اٹھا سکتا۔

اکبر کی ظرافت کا میدان اتنا وسیع ہے کہ اس کی مثال بہت کم پائی جاتی ہے اور اس میدان میں جو کامیابی اکبر کو حاصل ہوئی وہ بھی حیرت انگیز ہے۔ اکبر کی ظرافت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے مخالف کو بھی تکلیف نہیں پہنچاتی اور بجائے رنجش اور بیزاری کے سننے والا اُن کی صاف گوئی پر رشک کرنے لگتا ہے اور اصل موضوع پر

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

غور و فکر، فرماتے ہیں ؎

تلعی بھی ریا کاری کی کھلتی رہے اکبر
طعنوں سے مگر طرزِ تہذیب بھی نہ چھوٹے

اُن کی ظرافت مضحکہ اور طعن سے زیادہ حقیقت اور واقعیت کی بنیاد پر قائم ہے، اور چونکہ طنز بھی مخلصانہ ہے اس لئے اس نشتر کی جراحت وہ نہیں جو دشمنی اور عداوت کی ہوتی ہے مقصد محض طنز نہیں بلکہ ہدایت اور روشنی ہے اور ظرافت صرف طرزِ بیان اور اسلوبِ کلام کے طور پر اختیار کی گئی ہے۔

ظرافت کی خوبی یہ ہے کہ وہ تنگ نظری اور بدبینی سے پاک ہو اور اس کا کمال یہ ہے کہ اگر موقع پڑے تو کہنے والا خود اپنی ذات پر بھی ایسی ہی نکتہ چینی کرے جیسی وہ دوسروں پر کرتا ہے، نیز خود اپنے اوپر طنز کرنے کے بعد بھی مکدر نہ ہو بلکہ ہنستا رہے اور اس کو اپنے فن کی کامیابی سمجھے۔ اکبرؔ میں یہ خوبی بھی تھی۔ اُن کو جب "خان بہادر" کا خطاب ملا تو زمانہ بدل چکا تھا اور گورنمنٹ برطانیہ کے خطابات شبہ کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ اکبر نے خطاب تو سرکاری پنشن کی خاطر قبول کیا مگر شعر یہ کہا۔

یہ کے۔بی کا تعلق ہو گیا کیوں نامِ اکبر سے
کھٹکتے ہیں فرشتے اس گزٹ آلودہ نمبر سے

کلامِ اکبر کی ممتاز خصوصیت صرف ظرافت ہی نہیں ہے، اُن کی ترقی پسند نظموں اور نیچرل شاعری کا مرتبہ بھی بہت بلند ہے۔ اگرچہ اُن کے بعض معاصر بالخصوص حالیؔ نے اس صنف میں بڑی کامیابی حاصل کی ہے لیکن اکبرؔ نے جس خوبی سے نئے رجحانات اور نئے تصورات کو روزمرہ کی باتوں اور زندگی کی عام مثالوں سے پیش کیا ہے اس کی نظیر دوسری جگہ نہیں ملتی۔ اسی لئے اکبر کی نظمیں زیادہ موثر اور دل نشیں ہیں۔ اکبر نے اس کا بھی لحاظ رکھا ہے کہ زبان سادہ ہو اور مشکل الفاظ اور ترکیبوں کا پیچ و خم ذہن

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کو الجھن میں گرفتار نہ ہونے دے۔ استعارے وہ استعمال کیے جو اس زمانہ کے مطابق ہیں۔ اور تشبیہیں ایسی جو روزمرہ کی زندگی میں آگئی ہیں۔ مثال کے طور پر دو مختصر نظمیں نقل کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

وہ تیتریاں ہوا میں اڑتی دیکھیں
اک آن میں سو طرف کو مڑتی دیکھیں

بھولی خوش رنگ چست نازک پیاری
پہنے ہوئے فطرتی منقش ساری

پھرتی ہے کہ برق کی طبیعت کا ابھار
تیزی ہے کہ آنکھ کو تعاقب دشوار

جو فاصلہ ترتیب ہے باہم قایم
وہ ہی ہے بلا زیادت و کم قایم

گو تابع جوش برق پروازی ہیں
دونوں کے خطوط طیر متوازی ہیں

کیوں کر نہ کہوں کہ یہ نظر بندی ہے
اللہ اللہ کیا ہنرمندی ہے

ان جانوروں میں گر اسکول کہاں
فطرت کے چمن میں صنعتی پھول کہاں

کس بزم سے ایسا ناچ سیکھ آئی ہیں
پریاں اندر کی جس سے شرمائی ہیں

اس سمت اگر خیالِ انساں بڑھ جائے
دامانِ نظر پہ رنگِ عرفاں چڑھ جائے

دوسری نظم یہ ہے:۔

چلا جاتا تھا اک ننھا سا کیڑا سات کاغذ پر
بلا قصدِ ضرر اُس کو ہٹایا میں نے انگلی سے

مگر ایسا وہ نازک تھا کہ فوراً پس گیا بالکل
نہایت ہی خفیف اک داغ کاغذ پر رہا اُس کا

ابھی وہ روشنی میں شمع کی کاغذ پہ پھرتا تھا
ابھی یوں مٹ گیا اک جنبشِ انگشتِ انساں سے

کیا میرے سوا نوحہ بھی کس نے اس کا دنیا میں
نہ تھی فطرت کی کیا کاریگری اُس کے بنانے میں

نصیب اب مرگ بھی اُس کا عالمِ ذرات میں ہوگا
یہی تھی اس کی ہستی اور اسی میں اس کی مستی تھی

نہ ماتم کرنے والا ہے نہ لائف لکھنے والا ہے
وہ دھبا درسِ عبرت دے رہا ہے مجھ کو اے اکبر

معاذ اللہ کیا سمجھا ہے تو نے اپنی وقعت کو
تجھے بھی صفحۂ روئے زمیں سے ایک دن آخر

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

مٹا دے گی کوئی تحریکِ فطرت حکمِ باری سے / عجب حیرت کہ میں ہوں دیکھتا اس داغ کاغذ کو
مری نظروں میں تو نقشہ یہ ہے دنیائے فانی کا / دھبا جسم تھا اک جان تھی احساس تھا اس میں
اور اب دھبا سا ہے کیا جانے کوئی کیسا دھبا ہے / عجب کیا ہے جو سمجھے کوئی پنسل کی لکیر اس کو
معاذاللہ معاذاللہ سنانے کا عالم ہے / بہت جی چاہتا ہے رو دوں اس ہستی کے دھبے پر
یہ ہیں برسات کے دن تیسری بھادوں گزرتی ہے / میں اپنا غم غلط کرتا ہوں کچھ اشعار لکھنے سے

اکبر نے ٹکنیک درس یا بلا قافیہ نظم بھی لکھی ہے، ملاحظہ ہو۔

اجسام کے فنون کا کرتے ہیں خود عمل / اجرام کے علوم کا دیتے ہیں ہم کو درس
ہوتا ہوں معترض تو وہ کہتے ہیں واہ واہ / میں نے تو کر دیا ترا رتبہ بلند تر
از صحنِ خانہ تا بہ لبِ بام از آنِ من / وز بامِ خانہ تا بہ ثریا از آنِ تو

خود فنِ حرب سیکھ رہے ہیں پریڈ پر / میرے لئے چمن میں شٹل کاک کا ہے کھیل
اظہارِ ناخوشی پہ وہ فرماتے ہیں کہ دیکھ / تیرا ہی مشغلہ ہے بہت صاف و بے ضرر
آں اشترِ ضعیف و لگدزن از آنِ من / واں گربۂ مصاحبِ بابا از آنِ تو

اکبر قومی شاعر تھے لیکن اُن کی شاعری غزل گوئی سے شروع ہوئی اور اُن کی غزلیات کا مجموعہ اکثر صاحبِ دیوان شعراء سے زیادہ ہے۔ اکبر کی غزل گوئی اگرچہ قدیم طرز کی ہے، لیکن کیف و سرور سے خالی نہیں اور بعض مضامین مثلاً معاملہ، شوخی، برجستگی، موعظت و عبرت، توحید و معرفت اُن کے کلام کی خصوصیات ہیں۔ خود جنابِ اکبر کا ایک پسندیدہ شعر نقل کیا جاتا ہے، برجستگی کا نمونہ ہے۔

جس طرف اُٹھ گئی ہیں آہیں ہیں / چشمِ بد دور کیا نگاہیں ہیں

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

شوخی کا مضمون ملاحظہ ہو۔

حسن کے باب میں اکبؔر کی سند ٹھیک نہیں
یہ تو ہر اک بتِ کم سن کو پری کہتے ہیں

معاملہ

محروم ہی رہ جاتی ہے آغوشِ تمنّا
شرم آ کے چُرا لیتی ہے سارا بدن اُن کا

شوخی کے دوسرے پہلو بھی نہایت پُر لطف ہیں، مثلاً

جمع کر لیجئے غمزوں کو مگر خوبیٔ بزم
بس وہیں تک ہے کہ بازار نہ ہونے پائے

تغزل کے دوسرے نمونے ملاحظہ ہوں۔

حیا کی نگاہوں نے مارا ہے مجھ کو
نہیں چتونوں کی شرارت کچھ ایسی

جب تمھارا خیال آتا ہے
ساری دنیا کو بھول جاتے ہیں

مجھ کو کچھ پوچھنا ہے اکبر سے
یہ کبھی ہوش میں بھی آتے ہیں

ہوں فریبِ ستمِ یار کا قائل اکبؔر
مرتے مرتے نہ کھلا یہ کہ جفا ہوتی ہے

پھر کسی کام کا باقی نہیں رہتا انساں
سچ تو یہ ہے کہ محبت بھی بلا ہوتی ہے

آئی ہوگی کسی کو ہجر میں موت
مجھ کو تو نیند بھی نہیں آتی

ہم ذکر بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

نہ اُٹھے تو لاکھوں ہی فتنے اُٹھے
چلے تو قیامت بپا ہو گئی

سکونِ قلب کی دولت کہاں دنیائے فانی میں
بس اک غفلت سی ہو جاتی ہے اور وہ بھی جوانی میں

زبان کا لطف ملاحظہ ہو۔

منتیں کیں ہاتھ جوڑے سر قدم پر رکھ دیا
پھر بھی ہے تیوری چڑھی ہم پر اب آخر کیا کریں

جب کہا میں نے مرا دل مجھ کو واپس کیجئے
ناز و شوخی سے وہ بولے کھو گیا، ملتا نہیں

یہ خاکسار بھی کچھ عرضِ حال کر لیتا
حضور اگر متوجہ ادھر ذرا ہوتے

جنابِ حضرتِ ناصح کا واہ کیا کہنا
جو ایک بات نہ ہوتی تو اولیا ہوتے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اپنے عزیز اور جواں مرگ لڑکے ہاشم کے انتقال کے بعد اکبر کے کلام کا رنگ بھی بدل گیا۔ غزل بھی نوحہ و فریاد معلوم ہوتی ہے۔

بہت نہ رونے پہ یہ نہ سمجھو کہ کم ہے جوشِ سرشک دل میں
یہ آنسوؤں کی کمی نہیں ہے رعایتِ ظرفِ آستیں ہے

اب کیا میں طلب دنیا کی کروں کیوں زحمت اُٹھاؤں اس کیلئے
دل کہتا ہے، سچ کہتا ہے، کے دن کے لئے اور کس کے لئے

اکبر کے کلام کی خصوصیات میں نئے الفاظ، نئی تشبیہوں اور نئی ترکیبوں کا استعمال بھی قابلِ ذکر ہے۔ ظریفانہ کلام اور قومی نظموں میں اُنھوں نے بہت سے نئے الفاظ اس خوبی سے استعمال کئے ہیں کہ اگر غیر زبان کے بھی ہوں تو اُن کی ملک معلوم ہوتے ہیں اور اُن ہی کی تصنیف۔ ایسے الفاظ بھی استعمال کئے ہیں جو پہلے کبھی استعمال نہیں ہوئے، لیکن خوبی یہ ہے کہ تمثیل سے گزر کر ان الفاظ نے خود اپنے معنے پیدا کرلئے اور وہ بھی ایسے کہ اُن کی بجائے اگر دوسرے الفاظ استعمال کئے جائیں تو بلاغت و معنی آفرینی کے اعتبار سے وہ اکبر کے خود ساختہ الفاظ کی ہمسری نہیں کرسکتے۔ ان الفاظ کی فہرست طویل ہے لیکن مثال کے طور پر چند پیش کئے جاتے ہیں جو بالعموم اکبر کے کلام میں ملتے ہیں اور جن سے اُنھوں نے خاص مطلب اور خیال ادا کیا ہے۔ گنگو۔ وفاتی۔ مرزا۔ بدھو۔ شیخ۔ صاحب۔ لالہ۔ برہمن۔ مسجد۔ مسلمان۔ مندر۔ روشنی۔ ترقی۔ انجمن۔ مشین۔ انجن۔ بھاپ۔ سائنس۔ اونٹ۔ حجاز۔ مشرق۔ مغرب۔ مذہب۔ سوسائٹی۔ فونوگراف۔ لمپ۔ سکندر۔ ڈارون۔ کانفرنس۔ لیڈر۔ ممبر۔ ووٹ۔ کونسل۔ سید۔ کالج۔ پیرِ طریقت۔ نیچری خلیفہ۔ شیخ کالج۔ اخبار۔ گزٹ۔ کلیسا۔ مس۔ ریل۔ برگڈ۔ کمسریٹ۔ کمپ۔ پمپ۔ سرجن۔ اسپتال۔ خانساماں۔ آیا۔

ان الفاظ کے استعمال کی بعض مثالیں ملاحظہ ہوں۔

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

مرزا غریب چُپ ہیں اُن کی کتاب ردّی　　بدھو اکڑ رہے ہیں صاحب نے یہ کہا ہے

تھے معزز شخص لیکن ان کی لائف کیا لکھوں　　گفتنی درجِ گزٹ باقی جو ہے ناگفتنی

قوم پر ممبری کا فیر ہوا　　کل جو اپنا تھا آج غیر ہوا
شیخ جی مر گئے کمیٹی میں　　غل مچا خاتمہ بخیر ہوا

قوم کے غم میں ڈنر کھاتے ہیں حکام کے ساتھ　　رنج لیڈر کو بہت ہیں مگر آرام کے ساتھ

ہم نے اس قدر مہذب کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا　　کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے اسپتال جا کر

چھوڑ لٹریچر کو، اپنی ہسٹری کو بھول جا　　شیخ و مسجد سے تعلق ترک کر اسکول جا
چار دن کی زندگی ہے کوفت سے کیا فائدہ　　کھا ڈبل روٹی، کلرکی کر خوشی سے پھول جا

اب کہاں دستِ جنوں، تارِ گریباں اب کہاں　　پانیر اور دستِ مجنوں اور خبر ہے تار کی
لے لیا شیریں نے کنسرٹ میں ٹھیکہ دودھ کا　　ریل بنوانے لگے فرہاد اب کہسار کی

اُن سے بی بی نے فقط اسکول ہی کی بات کی　　یہ نہ بتلایا کہاں رکھی ہے روٹی رات کی

اکبر نے جس طرح الفاظ نئے استعمال کئے اور اُن کو نئے معنے دئے، اسی طرح ترکیبیں بھی نئی پیدا کیں اور اُن کو اس خوبی سے کام میں لائے کہ ذوقِ سلیم داد دینے پر مجبور ہے۔ خود حضرتِ اکبر اس پر فخر کرتے ہیں اور ایک خط میں لکھتے ہیں :-

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"شبِ گزشتہ آپ کا کارڈ لکھنؤ میں مجھ کو ایسے وقت ملا کہ میں دو
مہینے کے قیام کے بعد آرہا تھا۔ گویا ٹکٹ بدست تھا۔"

دوسرے خط میں تحریر ہے:-

"یہ کے۔ بی کا تعلق ہو گیا کیوں نامِ اکبر سے
کھٹکتے ہیں فرشتے اس گزٹ آلود آنے سے
گزٹ آلود کی داد دیجئے۔"

"ٹکٹ بدست" کے لئے فرماتے ہیں:
"بجائے پا بہ رکاب" کے یہ الفاظ میں نے اختیار کئے۔ اکبر"

اکبر کے زمانہ کے ادیب اور شاعر انگریزی الفاظ کثرت سے اور بے تکلف استعمال کرتے تھے۔ سر سید، حالی، نذیر احمد اور اُن کے معاصرین اپنی تصنیفات میں قابلِ اعتراض حد تک انگریزی الفاظ داخل کرتے ہیں۔ اکبر نے بھی انگریزی الفاظ سے کام لیا ہے اور کہیں کہیں وہ بھی اپنے معاصرین کی طرح غلطی یا بد مذاقی کا اظہار کرتے ہیں لیکن ماننا پڑتا ہے کہ اُن کا طرز جدا ہے اور انھوں نے انگریزی الفاظ کے استعمال میں موقع اور محل کا لحاظ رکھا ہے اور زیادہ تر اِن الفاظ کو ایسا نبھایا اور اپنایا کہ اِن الفاظ نے شعر کی وسعت اور معنے میں اضافہ کر دیا۔ اور اس کو جیتی جاگتی تصویر بنا دیا۔ مثالیں اوپر گزر چکی ہیں لیکن چند شعر اور سُنیئے:-

ہے لیڈرِ قوم کون؟ جب ہو یہ سوال
کہہ دو اکبر کہ ہیں برٹش اقبال

پہلے ہوتا تھا وصال اور اب ہے مرگِ نیچری
عُرس کا اب اس لئے ہے نام اپنی ورسری

www.urduchannel.in

بات کچھ ہو ہی گی لانڈ جارج میں
آج کل دنیا ہے اُن کے چارج میں

اکبرؔ قافیہ کے بادشاہ ہیں اور قافیہ پیمائی کے شوق میں وہ کٹھن اور دشوار منازل بھی جہاں دوسروں کا گزر مشکل ہے اس آسانی اور خوبی سے طے کر جاتے ہیں کہ اہلِ نظر محو حیرت رہ جاتے ہیں۔ ناقد اپنے ذہن کی نارسائی اور اکبرؔ کی قادر الکلامی کے اعتراف پر مجبور ہو جاتا ہے۔ شعرا کو شکایت ہے کہ قافیہ کی پابندی وسعتِ خیال کو محدود کر دیتی ہے۔ مگر اکبرؔ ان حدود اور موانع کو نظر میں نہیں لاتے اور اپنی قدرتِ بیان سے ایسا راستہ نکال لیتے ہیں جو حدود اور قیود کو چھوڑ کر دریا کی روانی کی طرح بے محابا میدان میں نکل آتا ہے اور قافیہ سے وہ کام لیتے ہیں جو اس کا حق ہے۔ الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ گویا اپنی جگہ نگینہ جڑا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ قافیہ کے پابند نہیں بلکہ ہر لفظ اُن کے لئے قافیہ بن جاتا ہے۔ خواہ وہ لفظ کسی زبان کا ہو۔ ملاحظہ ہو۔

خلافِ شرع کبھی شیخ تھوکتا بھی نہیں
مگر اندھیرے اُجالے یہ چُوکتا بھی نہیں

کوٹھی میں جمع ہے نہ ڈپازٹ ہے بنک میں
قلاش کر دیا مجھے دو چار تھنک میں

شوقِ لیلائے سول سروس نے اس مجنوں کو
اتنا دوڑایا لنگوٹی کر دیا پتلون کو

زور پر ہے شہر میں طاعون چارہ کیا کروں
لاٹ صاحب تک ہیں چپ پھر میں بچارا کیا کروں

تلمیح، تضمین اور دا قعاتی اشعار کی بھی اکبرؔ کے کلام میں کثرت سے مثالیں موجود ہیں۔ اس منزل پر پہنچ کر شاعر ایک آرٹسٹ کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ پُرانی باتوں کو نئے حالات تک

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

دوہرانا، کسی دوسرے کے لکھے ہوئے فقرہ کو اپنی زبان سے ادا کرنا یا بعض مشہور واقعات کا اپنے الفاظ میں اس طرح ذکر کرنا کہ واقعہ سے زیادہ اُس واقعہ کی حقیقت اور نتائج سامنے آجائیں اور درسِ عبرت بن جائیں، حسنِ تخلیقی ذوق نہیں بلکہ ترکیب اور قدرتِ بیان کا محتاج ہوتا ہے۔ لیکن اس میں کامیابی حاصل کرنا سب سے زیادہ دشوار ہے اس لئے کہ اِن اصنافِ سخن میں تخیل و تصور کی نزاکت کے ساتھ ترکیب و ادائے مضامین کی قدرت کو دخل ہے اور یہ خصوصیات مشکل سے کہیں ایک جگہ جمع ہوتی ہیں لیکن اکبر کے کلام میں اُس کی مثالیں اکثر ملتی ہیں۔ مثلاً

تلمیح :- رکھتی ہیں پھونک پھونک کے باتیں مری قدم
تیغ زبان نہیں ہے عصائے زباں ہے اَب

لکھو لائف مری ایامِ جوانی کے سوا
سب بتادوں گا تمھیں افتد و دانی کے سوا

آخری شعر میں گلستانِ سعدی کے مشہور فقرہ کی طرف اشارہ ہے :

" در ایامِ جوانی چناں کہ افتد و دانی "

تضمین :- جب کہا ختنہ کو تو طفلِ مسلماں نے کہا
کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست
جب جنیو کو کہا طفلِ برہمن بول اُٹھا
ہر رگِ من تار گشتہ حاجتِ زنار نیست

اِن اشعار میں فارسی کے پورے مصرعوں کو شامل کرلیا گیا ہے اور اُن کے اپنے مطلب کے خلاف دوسرا مضمون ظرافت کے رنگ میں پیش کیا ہے۔

واقعاتی اشعار:- کسی اخبار نے پیغمبر نمبر شائع کرنے کا ارادہ کیا اور اکبر سے نظم

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کی فرمایش کی۔ اُس پر یہ شعر لکھا:

عیب انگلش میں ہے ہر چیز کے اندر نمبر
کیا تعجب ہے کہ نکلا ہے پیمبر نمبر

اکبر کے کلام میں بعض باتیں ایسی بھی ہیں جو نظر میں کھٹکتی ہیں۔ سب سے پہلے تو مضامین کی کثرت ہے کہ جو بات اُن کے خیال میں آئی فوراً شعر کے جامہ میں سما گئی۔ اس میں رطب و یابس کی تمیز شکل ہوجاتی ہے۔ اور شعر کہتے وقت مضمون کی جو اہمیت شاعر کے ذہن میں ہوتی ہے بعد کو پڑھنے والوں کی نظر میں قایم نہیں رہتی۔ یہ ہی کثرتِ مضامین اکبر کی خوبی ہے اور یہی بعض موقعوں پر کمزوری ہوجاتی ہے۔

اِسی طرح قافیہ کا معاملہ ہے۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ اکبر قافیہ کے بادشاہ ہیں اور یہ کہنا درست ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ کہیں کہیں اکبر اسی قافیہ کے غلام بھی بن گئے یعنی کوئی قافیہ اُن کے ذہن میں آیا اور اُن کو شعر کہنے کی سُوجھی اور خواہ مضمون کیسا ہی بے مزہ اور زبردستی پیدا کیا گیا ہو وہ شعر کہے بغیر نہیں مانتے تھے۔ چنانچہ اُن کے کلام میں بے لُطف قافیہ پیمائی کی بھی مثالیں موجود ہیں۔

ماہِ جون میں یادِ قانون کیجیے ۔۔۔ اور گوارا خفت نون کیجیے

تمہاری شاعری یہ پھُل جھڑی ہے یا پڑاقا ہے
یہ حافظ جی کی محفل ہے جہاں کاسا دہا قا ہے

اکبر کے کلام میں انگریزی کے الفاظ جہاں خوبی سے استعمال ہوتے ہیں وہاں ایسا بھی ہے کہ بے سبب استعمال کرنے سے بیان کا لطف بھی جاتا رہا اور اِن الفاظ نے معنی اور مضمون کو بھی دور از کار بنا دیا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اس قسم کے الفاظ کا استعمال یا بے مزہ قافیہ پیمائی کبھی اس وجہ سے بھی ہوتی ہے کہ کوئی وقتی ضرورت یا خاص واقعہ سامنے آ گیا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

تو شاعر جو منہ میں آیا کہہ ڈالتا ہے۔ البتہ ان اشعار کو اگر کلیات میں جگہ ملتی ہے تو اعتراض بھی لازم آتا ہے۔

اکبرؔ کے کلام کا ایک حصّہ غیر مطبوعہ بھی ہے جس کو اُنھوں نے سیاسی مصالح کی بنا پر شائع کرنا پسند نہیں کیا، لیکن جو حصّہ شائع ہوا ہے اس میں بھی حکومت کی مخالفت کو پردہ میں رکھا ہے اور بعض جگہ اس پردہ داری نے مضمون کا لطف باطل کر دیا اور شعر کو ایک گورکھ دھندا بنا دیا۔ مثلاً ایک شعر کا خود اُنھوں نے اپنے خط میں مطلب بیان کیا ہے۔

> "بعض ظرافت جو بظاہر نہایت شوخ اور شدید رندانہ ہے، درحقیقت ایک پولٹیکل خیال کا اظہار ہے۔ لبرٹی اور سیلف گورنمنٹ کو کمر قرار دیا، اعلیٰ عہدوں کو وصل سمجھا اور مسلم پالیسی کو عاشق اور کہہ دیا ؎
>
> کیوں وصل میں جستجو کمر کی وہ کرے
>
> حاضر میں نہ حجت اور نہ غائب کی تلاش

ان صفحات میں ہم نے کلامِ اکبرؔ کی بعض خصوصیات کا ذکر کیا ہے لیکن اس کو تنقید و تبصرہ نہیں کہا جا سکتا۔ اکبرؔ کی شاعری اور اس کے محاسن سے روشناس کرانے کی ایک کوشش ضرور ہے۔ اور یہ بھی اس لحاظ سے مکمل نہیں کہ اکبرؔ کی قومی اور سیاسی شاعری نے جس دور میں جنم لیا اور جس تیزی سے واقعات اور تبدیل شدہ حالات نے اس کو متاثر کیا، اس کی تفصیل اِن صفحات میں نہیں ہے۔ اور نہ واقعاتی اشعار یا تلمیح و استعارہ کا تعلق اُس زمانہ کے سیاسی، اصلاحی اور سماجی حالات سے ظاہر کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر "تحریک علی گڈھ اور اکبرؔ" ایک مستقل عنوان قائم کیا جا سکتا ہے۔ جس میں سرسیّد کی تحریک اور قیام کالج (ام۔ اے۔ او کالج، علی گڈھ) کے واقعات پوری تفصیل سے پیش کیے جائیں اور اس تحریک کے دوران میں جن واقعات اور خیالات نے پرانی تہذیب، ہندستانی روایات اور اسلامی تعلیم کو ہدفِ ملامت بنایا اور جس کی

www.urduchannel.in

بنا پر 'کالج' اور 'سیّد' دو موضوعِ شعرِ اکبر کے ہاتھ آئے، اُن کی بھی وضاحت کی جائے۔ نیز ہندستان میں تحریکِ آزادی کا نشو و نما اور ۱۹۲۲ء تک اس کی تدریجی ترقی جن منازل سے گزری اور اس کے نشیب و فراز نے اکبر کی شاعری کو جس حد تک متاثر کیا، وہ بھی تشریح کی محتاج ہے۔ اس کے علاوہ بعض اور مسائل بھی ہیں جن پر بحث نہیں کی گئی ہے، مثلاً اکبر نے نئی تہذیب، نئی تعلیم اور مغربیت کے خلاف جو آواز اُٹھائی وہ بظاہر محض مخالفت معلوم ہوتی ہے لیکن سچ یہ ہے کہ وہ صرف مخالفت نہ تھی بلکہ وہ اِن مسائل پر اپنی ذاتی رائے بھی رکھتے تھے اور نئے دور کے اثرات کو محض رد کرنے اور روک دینے کے قائل نہ تھے بلکہ اس کا حل بھی تجویز کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ حالات بہت تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں لیکن وہ بُنیادی انقلاب کو ضمنی تبدیلی سے الگ کر کے دیکھنا چاہتے تھے کہ مثلاً معاشرہ یا رہن سہن کے طور طریقے اگر بدل جائیں تو وہ سوسائٹی کے نظام اور اُس کی بنیادوں کو نہیں ہلا سکتے۔ کہتے ہیں:

عزیزانِ وطن کو پہلے ہی سے دیتا ہوں نوٹس
چرٹ اور چلئے کی آمد ہے حُقہ پان جاتا ہے

اِسی طرح معاشی جد و جہد میں نئے زمانہ کے کاروباری ذرائع اور وسائل اور نفع اندوزی کے نئے طریقوں سے اُن کو اختلاف رہا، لیکن صرف ایک حد تک اور اس کی وہ وضاحت کرتے ہیں:

مذہب دبا ہوا نہ ہو فکرِ معاش سے
اندازۂ ترقیِ ملّت اِسی میں ہے

نئی تعلیم، مغربی معاشرت اور بالخصوص تعلیمِ نسواں پر اکبر نے بہت کچھ کہا ہے اور پوری شدّت کے ساتھ اس زمانہ کی اندھا دُھند تقلید کی بُرائی اور مخالفت کی ہے۔ لیکن یہاں بھی وہ محض مخالفت پر قناعت نہیں کرتے بلکہ اُن کے سامنے ایک

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

عملی اور تعمیری پروگرام بھی ہے جس کی انھوں نے بعض جگہ مختصر الفاظ میں اور بعض موقعوں پر نہایت تفصیل سے وضاحت کی ہے۔ مثلاً نئی تعلیم کے متعلق لکھتے ہیں:

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا　　دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

نئی تہذیب اور مغربیت پر کہتے ہیں:

قائم یہی بوٹ اور موزہ رکھئے　　دل کو مشتاقِ مس ڈسوزا رکھئے
اِن باتوں پہ معترض نہ ہوگا کوئی　　پڑھئے جو نماز اور روزہ رکھئے

شیخ صاحب کا تعصب ہے جو فرماتے ہیں　　اونٹ موجود ہے پھر ریل پہ کیوں چڑھتے ہو
یہ سوال اُن کا ہے البتہ بہت بامعنے　　کہ سمجھ بوجھ کے قرآں بھی کبھی پڑھتے ہو

اِسی طرح تعلیم نسواں پر ایک طویل نظم لکھی ہے جس میں تقریباً پورا نصابِ تعلیم اور اصول تربیت پیش کیا ہے، چند شعر ملاحظہ ہوں:-

تعلیم عورتوں کو بھی دینی ضرور ہے　　لڑکی جو بے پڑھی ہو تو وہ بے شعور ہے

ہر چند ہو علومِ ضروری کی عاملہ　　شوہر کی ہو مُرید تو بچوں کی خادمہ

اِن مختصر اشاروں سے کلامِ اکبر پر سیر حاصل بحث مقصود نہیں ہے بلکہ اُن کے خاص رنگ اور مخصوص طرز پر توجہ دلانا ہے۔ ہر شاعر کے کلام میں بعض خصوصیات ایسی ہوتی ہیں جو دوسرے شعراء کے کلام میں اسی نسبت سے نہیں پائی جاتی ہیں۔ یہی خصوصیات شعراء کا اپنا رنگ متعین کرتی ہیں۔ ہر شاعر کے کلام کو سمجھنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کے لئے اِن خصوصیات پر نظر رکھنا ضروری ہے۔

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اِسی طرح کلام کا انتخاب بھی ہر صاحبِ نظر اپنے مذاق اور اپنی پسند کے مطابق کرتا ہے۔ لیکن شاعر کو اس کے اپنے رنگ میں پیش کرنا ہو تو انتخاب کا معیار محض اپنی پسند اور اپنا نہیں ہو سکتا۔ کلام اکبرؔ کے اس انتخاب میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ اکبرؔ کے اپنے رنگ کے بہترین نمونے پیش کئے جائیں۔ لیکن انتخاب مختصر ہے اور اس میں مزید قابلِ قدر اور قابلِ انتخاب کلام کا اضافہ ممکن ہے۔

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

غزلیات

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کہو، کرے گا حفاظت مری خدا میرا
رہوں جو حق پہ مخالف کریں گے کیا میرا

خدا کے در سے اگر میں نہیں ہوں بیگانہ
تو ذرہ ذرۂ عالم ہے آشنا میرا

مری حقیقتِ ہستی یہ مشتِ خاک نہیں
بجا ہے مجھ سے جو پوچھے کوئی پتا میرا

غرور اُنھیں ہے تو مجھ کو بھی ناز ہے اکبرؔ
سوا خدا کے سب اُن کا ہے اور خدا میرا

دل مرا جس سے بہلتا کوئی ایسا نہ ملا
بُت کے بندے ملے، اللہ کا بندہ نہ ملا

بزمِ یاراں سے پھری بادِ بہاری مایوس
ایک سر بھی اُسے آمادۂ سودا نہ ملا

ہوشیاروں میں تو اک اک سے سوا ہیں اکبرؔ
مجھ کو دیوانوں میں، لیکن کوئی تجھ سا نہ ملا

قیس کا ذکر مری شانِ جنوں کے آگے
اگلے وقتوں کا کوئی بادیہ پیما ہوگا

آرزو ہے مجھے اک شخص سے ملنے کی بہت
نام کیا لوں، کوئی اللہ کا بندا ہوگا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

بے غرض ہو کر مزے سے زندگی کٹنے لگی
ترکِ خواہش نے ہمارا بوجھ ہلکا کر دیا

ساغرِ مے ہے سامنے، شیخ سے کہہ رہے ہیں وہ
دیکھتا کیا ہے ہر طرف مردِ خدا چڑھا بھی جا

جو مل گیا وہ کھانا، داتا کا نام جپنا
اس کے سوا بتاؤں، کیا تم سے کام اپنا
رونا تو ہے اسی کا کوئی نہیں کسی کا
دنیا ہے اور مطلب، مطلب ہے اور اپنا
اے برہمن ہمارا تیرا ہے ایک عالم
ہم "خواب" دیکھتے ہیں تو دیکھتا ہے "سپنا"
یہ دھوم دھام کیسی، شوقِ نمود کیسا؟
بجلی کو دل کی صورت، آتا نہیں تڑپنا
بے عشق کے جوانی کٹتی نہیں مناسب
کیوں کر کہوں کہ اچھا ہے جیٹھ کا نہ تپنا

وہ حجاب اُن کا آج تک نہ گیا
نہ گیا اُن کے دل سے شک نہ گیا
اک جھلک اُن کی دیکھ لی تھی کبھی
وہ اثر دل سے آج تک نہ گیا

چودھویں منزل میں وہ ماہِ خوش اقبال آگیا
صبر و تقوے پر جو بھاری ہے وہی سال آگیا
اُلفت گیسو نے آخر دی مرے دل کو شکست
ہائے کیا اَن مول شیشہ تھا مگر بال آگیا
عالمِ فطرت پہ ہے میری نظر بھی اے حکیم
فرق یہ ہے تجھ کو عقل آئی مجھے حال آگیا

وہ مطرب اور وہ ساز وہ گانا بدل گیا
نیندیں بدل گئیں وہ فسانہ بدل گیا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

رنگِ رخِ بہار کی زینت ہوئی نئی
گلشن میں بلبلوں کا ترانہ بدل گیا

فطرت کے ہر اثر میں ہوا ایک انقلاب
پانی فلک پہ کھیت میں دانہ بدل گیا

حدِ شہرِ عافیت کی نئی طرز پر بندھی
وہ چوکیاں بدل گئیں تھانا بدل گیا

جنابِ شیخ سے جاکر ذرا للہ کہہ دینا
کہ گمراہی تھی مجھ سے رند کو گمراہ کہہ دینا

بہت مشکل ہے بچنا بادۂ گلگوں سے خلوت میں
بہت آساں ہے یاروں میں معاذاللہ کہہ دینا

جان دے دی غمِ حسیناں میں
حق ادا کر دیا جوانی کا

کرتے ہیں مجھ سے غیر کا شکوہ
شکر ہے اُن کی مہربانی کا

دل میں سوزش ہے آنکھ میں آنسو
عشق ہے کھیل آگ پانی کا

جو ناصح مرے آگے بکنے لگا
میں کیا کرتا منہ اس کا تکنے لگا

محبت کا تم سے اثر کیا کہوں
نظر مل گئی، دل دھڑکنے لگا

جسے مرنا نہ ہو، وہ حشر تک کی فکر میں اُلجھے
بدلتی ہے اگر دنیا تو بدلے ہم سے کیا مطلب

خود اپنی ریش میں اُلجھے ہوئے ہیں حضرتِ واعظ
بھلا ان کو بتوں کے گیسوئے پُرخم سے کیا مطلب

نئی تعلیم کو کیا واسطہ ہے آدمیت سے
جنابِ ڈارون کو حضرتِ آدم سے کیا مطلب

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

جس روشنی میں لوٹ ہی کی آپ کو سوجھے
لاکھوں کو مٹا کر جو ہزاروں کو اُبھارے
تہذیب کی میں اُس کو تجلّی نہ کہوں گا
اس کو تو میں دنیا کی ترقی نہ کہوں گا

سانس لیتے ہوئے بھی ڈرتا ہوں
اتنی آزادی بھی غنیمت ہے
شیخ صاحب خدا سے ڈرتے ہیں
آپ کیا پوچھتے ہیں میرا مزاج؟
یہ بڑا عیب مجھ میں ہے اکبرؔ
یہ نہ سمجھیں کہ آہ کرتا ہوں
سانس لیتا ہوں، بات کرتا ہوں
میں تو انگریز ہی سے ڈرتا ہوں
شکر اللہ کا ہے، مرتا ہوں
دل میں جو آئے کہہ گزرتا ہوں

نیشنل وقعت کے گم ہونے کا ہی اکبر کو غم
بیکسی میری نہ پوچھ، اے جادۂ راہِ طلب
یوں کہو مل آؤں اُن سے لیکن اکبرؔ سچ یہ ہے
آفیشل عزت کا اس کو کچھ مزا ملتا نہیں
کارواں کیسا، کہ کوئی نقشِ پا ملتا نہیں
دل نہیں ملتا تو ملنے کا مزا ملتا نہیں

نگاہیں مل گئی تھیں میری اُن کی رات محفل میں
پھری قسمت ہوا کی آپ کی زلفوں کے صدقے میں
یہ دنیا ہے، بس اتنی بات پھیلی داستاں ہو کر
پریشاں ہو کے اُٹھی تھی، چلی عنبر فشاں ہو کر

فتنہ نہیں، فساد نہیں، شور و شر نہیں
مانا کہ ہر طرح سے میں بے اختیار ہوں
یاں زن نہیں، زمین نہیں اور زر نہیں
پر یہ بتاؤ! تم کو خدا کا بھی ڈر نہیں

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

دل زیست سے بیزار ہے، معلوم نہیں کیوں؟
سینے میں نفس بار ہے معلوم نہیں کیوں؟

اقرار وفا یار نے ہر اک سے کیا ہے
مجھ سے ہی بس انکار ہے، معلوم نہیں کیوں؟

ہنگامۂ محشر کا تو مقصود ہے معلوم
دہلی میں یہ دربار ہے، معلوم نہیں کیوں؟

جس سے دلِ رنجور کو پہنچی ہے اذیت
پھر اس کا طلبگار ہے، معلوم نہیں کیوں؟

اے گل ترا نظارۂ دل آویز ہے، لیکن
پہلو میں ترے خار ہے، معلوم نہیں کیوں؟

افلاس میں مستی تو مجھے خوش نہیں آتی
ساقی کو یہ اصرار ہے، معلوم نہیں کیوں؟

انداز تو عشاق کے پائے نہیں جاتے
اکبرؔ جگر افگار ہے، معلوم نہیں کیوں؟

جینے پہ تو جان اہلِ جہاں دیتے ہیں اکبرؔ
پر یہ تجھے دشوار ہے، معلوم نہیں کیوں؟

میں خاک میں بھی اگر مل گیا تو کیا اُمید
وہ آستانہ کہاں اور مرا غبار کہاں

خیال ایسا نہ فرمایئے مری نسبت
بھلا حضور کہاں اور یہ خاکسار کہاں

میں نے وفورِ شوق میں شاید سُنا نہ ہو
یا شاید آپ ہی نے نہ کی ہو "نہیں، نہیں"

ان تیوروں کا میں تو ہوں کشتۂ شبِ وصال
دل میں ہزار شوق زباں پر نہیں نہیں

اکبرؔ ہمارے عہد کا اللہ رے انقلاب
گویا وہ آسمان نہیں، وہ زمیں نہیں

سکونِ قلب کی دولت کہاں دنیائے فانی میں
بس ایک غفلت سی ہو جاتی ہے اور وہ بھی جوانی میں

اجل کی نیند آجاتی ہے آخر سُننے والے کو
قیامت کا اثر پاتا ہوں دنیا کی کہانی میں

حبابؔ اپنی خودی سے بس یہی کہتا ہوا گزرا
تماشا تھا ہوا نے ایک گردے دی تھی پانی میں

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

نہ پوچھ اے ہمنشیں وہ قصۂ عیشِ طرب ہم سے
کسے اب یاد ہے، اک خواب دیکھا تھا جوانی میں

جلایا دل کو تڑپایا جگر کو
خدا رکھے سلامت اس نظر کو
جوانی مار ہی رکھتی ہے اکبرؔ
سنبھالو دل کو یارو دو نظر کو

تمھیں جو دیکھ لے، پھر کیا وہ محوِ حورِ جنت ہو
قیامت گو کہ برحق ہے مگر تم بھی قیامت ہو
مے گلگوں کی جانب دل بہت کھنچتا ہے اے اکبرؔ
مگر مشکل یہی ہے شیخ جی سن لیں تو آفت ہو

سب ہو چلے ہیں اُس بُتِ کافر ادا کے ساتھ
رہ جائیں گے رسول ہی بس اب خدا کے ساتھ
واعظ کے اعتراض سے تنگ آگیا ہوں میں
اس کو بھی دیکھ لو کبھی تم ایک ادا کے ساتھ

اچھی نہیں ہے شے کوئی محبت سے زیادہ
وہ بھی ہے بُری جو ہو ضرورت سے زیادہ
اک بوسہ پہ وہ ٹال گئے ہم بھی رہے چپ
سمجھے کہ کسے ملتا ہے قسمت سے زیادہ

عشقِ بتاں میں اکبرِ ناداں، تیری یہ حالت، توبہ توبہ
اپنے مسلم، فخرِ حرم کی دیر میں ذلت، توبہ توبہ
دیوانوں کے شعر نہ چُنیئے، سب کا خلاصہ مجھ سے سُنیئے
آپ کی صورت، سبحان اللہ، میری نیّت، توبہ توبہ
مذہب چھوڑو، ملت چھوڑو، صورت بدلو، عمر گنواؤ
صرف کلرکی کی اُمید اور اتنی مصیبت، توبہ توبہ

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

وہ اُٹھے تو لاکھوں ہی فتنے اُٹھے
چلے تو قیامت بپا ہوگئی

محبت کی گرمی بھی کیا چیز ہے
طبیعت مری کیا سے کیا ہوگئی

میں ممنون ہوں وعدۂ یار کا
تسلّی تو خیر اک ذرا ہوگئی

بہت دخترِ رز تھی رنگین مزاج
نظر ملتے ہی آشنا ہوگئی

اشارہ کیا بیٹھنے کا مجھے
عنایت کی آج انتہا ہوگئی

دوا کیا کہ وقتِ دعا بھی نہیں
تری حالت اکبر یہ کیا ہوگئی

سُکھ پائے طبیعت جس سے تری، رکھ شغل اپنا دن رات وُہی
جو دل میں سمائے من بھائے، ہے تیرے لئے حق بات وُہی

کیا روتا ہے اگلے وقتوں کو، تہہ کر دے تو اپنے نوحوں کو
بھڑکاتے ہیں جو اُن سے ہو الگ، پھر دن ہے وہی اور رات وُہی

دھرتی نے جو بدلا رنگ تو کیا تو اپنی نظر اوپر کو اُٹھا
داتا کے کرم میں کیا ہے کمی، بدلی ہے وُہی، برسات وُہی

حُسن ہے بے وفا بھی، فانی بھی
کاش سمجھے اِسے جوانی بھی

بڑھتا جاتا ہے حُسنِ قوم مگر
ساتھ ہی اُس کے ناتوانی بھی

یہ خاکسار بھی کچھ عرضِ حال کر لیتا
حضور اگر متوجہ ادھر ذرا ہوتے

مجھ ایسے رند سے رکھتے ضرور ہی الفت
جناب شیخ اگر عاشقِ خدا ہوتے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

جناب حضرت ناصح کا واہ کیا کہنا
جو ایک بات نہ ہوتی تو اولیا ہوتے

مذاقِ عشق نہیں شیخ میں یہ ہے افسوس
یہ چاشنی بھی جو ہوتی تو کیا سے کیا ہوتے

تعجب ہے مجھے ان شاعروں کے شور و غوغا پر
کوئی پوچھے کہ تم کو کیا جو کوئی خوبصورت ہے

فنا کا دور جاری ہے مگر مرتے ہیں جینے پر
طلسم زندگانی بھی عجب اک رازِ فطرت ہے

سچ تو یہ ہے کہ سلیقہ بھی ہے ہر کام میں شرط
بت کو چاہے تو برہمن کی طبیعت رکھے

نہ شریعت، نہ طریقت، نہ محبت، نہ حیا
جس پہ جو چاہے وہ اس عہد میں تہمت رکھے

آدمی کے لئے دنیا میں مصائب ہیں بہت
خوش نصیبی ہے جو وہ صبر کی عادت رکھے

کیا بتاؤں تمہیں اچھائی کی پہچان اکبر
بس وہی خوب ہے جو تم سے محبت رکھے

بس ذکر ہی میں بادۂ گلگوں کے ہے مزا
چکھنا نہ ہمنشیں اسے، واللہ زہر ہے

اتقا کا آج کل اظہار رہنے دیجئے
پیجئے قبلہ، یہ استغفار رہنے دیجئے

چشمِ بد دور آپ کی نظریں ہیں خود موجِ شراب
بس مجھے بے مے پئے سرشار رہنے دیجئے

خوب فرمایا کہ اپنا پیار رہنے دیجئے
آپ ہی یہ غمزہ و انکار رہنے دیجئے

اے صانعِ ازل تری قدرت کے میں نثار
کیا صورتیں بنائی ہیں مشتِ غبار سے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

یہ موجودہ طریقے راہیِ ملکِ عدم ہوں گے
نئی تہذیب ہوگی اور نئے ساماں بہم ہوں گے

نئے عنوان سے زینت دکھائیں گے حسیں اپنی
نہ ایسا پیچ زلفوں میں نہ گیسو میں یہ خم ہوں گے

نہ خاتونوں میں رہ جائے گی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح سے حاجبِ روئے صنم ہوں گے

بدل جائے گا اندازِ طبائع دورِ گردوں سے
نئی صورت کی خوشیاں اور نئے اسبابِ غم ہوں گے

نہ پیدا ہوگی خطِ نسخ سے شانِ ادب آگیں
نہ نستعلیق حرف اس طور سے زیبِ رقم ہوں گے

خبر دیتی ہے تحریکِ ہوا تبدیلِ موسم کی
کھلیں گے اور ہی گل زمزمے بلبل کے کم ہوں گے

عقائد پر قیامت آئے گی ترمیمِ ملت سے
نیا کعبہ بنے گا مغربی پتلے صنم ہوں گے

بہت ہوں گے مغنی نغمۂ تقلیدِ یورپ کے
مگر بے جوڑ ہوں گے اس لئے بے تال و سم ہوں گے

ہماری اصطلاحوں سے زباں نا آشنا ہوگی
لغاتِ مغربی بازار کی بھاکا سے ضم ہوں گے

بدل جائے گا معیارِ شرافت چشمِ دنیا میں
زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب کے کم ہوں گے

گزشتہ عظمتوں کے تذکرے بھی رہ نہ جائیں گے
کتابوں ہی میں دفن افسانۂ جاہ و حشم ہوں گے

کسی کو اس تغیر کا نہ حس ہوگا نہ غم ہوگا
ہوئے جس ساز سے پیدا اسی کے زیر و بم ہوں گے

تمہیں اس انقلابِ دہر کا کیا غم ہے اے اکبرؔ
بہت نزدیک ہیں وہ دن کہ تم ہوگے نہ ہم ہوں گے

موت سے وحشت، بشر کا اک خیالِ خام ہے
اصل فطرت میں فقط آرام ہی آرام ہے

اس تجارت گاہِ دنیا کا کہوں کیا تم سے حال
کارخانے سب خدا کے ہیں ہمارا نام ہے

اسبابِ انتشارِ جنوں مجھ سے چھن گئے
مطلب یہ ہے کہ عشق و جوانی کے دن گئے

جانے کی اس گلی میں قسم کھائی تھی مگر
مچلا یہ دل کہ بن نہ پڑی مجھ سے بن گئے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ہے وہم نقشِ ہستی ہر چند دل نشیں ہے
دیکھو اسے تو سب کچھ، سوچو تو کچھ نہیں ہے

تصدیق سے قریں ہو کیوں کر ترا تصور
ایک نقطہ بے صدا ہے ایک نقش بے نگیں ہے

کھڑے ہیں یار شش در حیرت و عبرت کا مضمون ہے
نہ جنگل ہے نہ ناقہ ہے نہ لیلا ہے نہ مجنوں ہے

وہ رنگِ بزمِ اکبر اب کہاں بہتر ہے اٹھ جاؤ
یہی بس ایک تدبیر سکون جان محزوں ہے

وہ ہوا نہ رہی وہ چمن نہ رہا وہ گلی نہ رہی وہ حسین نہ رہے
وہ فلک نہ رہا وہ سماں نہ رہا وہ مکاں نہ رہے وہ مکین نہ رہے

وہ گلوں میں گلوں کی سی بو نہ رہی وہ عزیزوں میں لطف کی خو نہ رہی
وہ حسینوں میں رنگ وفا نہ رہا کہیں اور کی کیا، وہ ہمیں نہ رہے

نہ وہ آن رہی نہ امنگ رہی نہ وہ رندی و زہد کی جنگ رہی
سوئے قبلہ نگاہوں کے رُخ نہ رہے درِ دیر پہ نقشِ جبیں نہ رہے

نہ وہ جام رہے نہ وہ مست رہے نہ فدائے عہد الست رہے
وہ طریقہ کارِ جہاں نہ رہا وہ مشاغلِ رونقِ دیں نہ رہے

جو تھیں چشمِ فلک کی بھی نورِ نظر، وہی جن پہ نثار تھے شمس و قمر
سو اب ایسی مٹی ہیں وہ انجمنیں کہ نشاں بھی انکے کہیں نہ رہے

غم و رنج میں اکبر اگر ہے گھرا تو سمجھ لے کہ رنج کو بھی ہے فنا
کسی شے کی نہیں ہے جہاں میں بقا، وہ زیادہ ملول و حزیں نہ رہے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

صبر اس لئے اچھا ہے کہ آئندہ ہے اُمید
موت اس لئے بہتر ہے کہ آسان یہی ہے

کیا تجھے کرتے ہو زندوں میں شمار
سانس لیتا ہوں بس اتنی جان ہے

میرے اجداد بھی ڈرتے تھے اکبر میں بھی ڈرتا ہوں
مگر اُن کو گناہوں سے تھا ڈر اور مجھ کو مرنے سے

خدا کے نام میں لذت نہ پائی اہلِ غفلت نے
تعجب اس میں کیا دل مر گیا دنیا پہ مرنے سے

خدا کے خوف کو کچھ تو جگہ دے دل میں اے اکبر
بتوں کی کافری بڑھتی ہے تیرے واہ کرنے سے

تیرا کوچہ نہ چھٹے گا ترے دیوانے سے
اس کو کعبہ سے نہ مطلب ہے نہ بُت خانے سے

غمزہ نہیں ہوتا کہ اشارا نہیں ہوتا
آنکھ اُن سے جو ملتی ہے تو کیا کیا نہیں ہوتا

اللہ بچائے مرضِ عشق سے دل کو
سُنتے ہیں کہ یہ عارضہ اچھا نہیں ہوتا

تشبیہ ترے چہرہ کو کیا دوں گلِ تر سے
ہوتا ہے شگفتہ مگر اتنا نہیں ہوتا

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

ہوا ہے امتحانِ ضبط پر مائل بتِ کافر
خدا حافظ دلِ بے صبر و جانِ ناشکیبا کا

دونوں کو پا کے بے خبر کر گئے کام حسن و عشق
کھل گیا سب پہ حال دل ہنستے ہیں دوست پر بلا

دل نے ہمارے کیا کیا اُنکی نظر نے کیا کیا
ضبط کیا نہ رازِ عشق دیدۂ تر نے کیا کیا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اکبرِ خستہ دل کا حال قابلِ رحم ہو گیا
اس سے سلوک کیا کہوں، تیری نظر نے کیا کیا

محروم ہی رہ جاتی ہے آغوشِ تمنا
شرم آ کے چُرا لیتی ہے سارا بدن اُن کا

جہاں دل دُکھا بس نکل آئے آنسو
بگاڑی محبت نے عادت کچھ ایسی
حیا کی نگاہوں نے مارا ہے مجھ کو
نہیں چتونوں کی شرارت کچھ ایسی
میں رونے لگا حال دل کہتے کہتے
یکایک بھر آئی طبیعت کچھ ایسی

وہ تھا اک وقت جب سیرِ چمن میں پھول چُنتے تھے
زمانہ ایک یہ ہے خاک اُڑاتے ہیں بیاباں کی
وہی میں ہوں کہ غیروں کو وہاں آنے نہ دیتا تھا
وہی میں ہوں کہ پہروں منتیں کرتا ہوں درباں کی

تمام حسرتیں پیری میں ہو گئیں رخصت
بس ایک رہ گئی مرنے کی آرزو باقی
جو ذبح کرتا ہے پر کھول دے مرے صیاد
کہ رہ نہ جائے تڑپنے کی آرزو باقی
ہمارے شہر پہ یارب یہ کیا پڑی آفت
نہ خوبرو رہے باقی نہ خوش گلو باقی

پروانہ جل کے خاک ہوا شمع رو چکی
تاثیرِ حسن و عشق جو ہونی تھی ہو چکی

طبیبوں سے میں کیا پوچھوں علاجِ دردِ دل اپنا
مرض جب زندگی خود ہو تو پھر اس کی دوا کیا ہے
سنبھالو دل کو اکبر ہجر میں روکو طبیعت کو
یہ رونا یہ تڑپنا خیر ہے، تم کو ہوا کیا ہے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

پھر کسی کام کا باقی نہیں رہتا انساں
سچ تو یہ ہے کہ محبت بھی بلا ہوتی ہے

خود سمجھتا ہوں کہ رونے سے بھلا کیا حاصل
پر کروں کیا یونہیں تسکین ذرا ہوتی ہے

مرغِ بسمل کی طرح ٹوٹ گیا دل میرا
نگہِ ناز کی تاثیر بھی کیا ہوتی ہے

جسم تو خاک میں مل جاتے ہوئے دیکھتے ہیں
روح کیا جانے کدھر جاتی ہے کیا ہوتی ہے

ہوں فریبِ ستمِ یار کا قائل اکبرؔ
مرتے مرتے نہ کھلا یہ کہ جفا ہوتی ہے

(حصہ دوم)

وقت طلوع دیکھا وقتِ غروب دیکھا
اب فکرِ آخرت ہے، دنیا کو خوب دیکھا

نامِ خدا کو اکثر زیبِ زباں تو پایا
عشقِ بتاں کو لیکن نقشِ قلوب دیکھا

میں خوش ہوا جو آپ نے دیں گالیاں مجھے
اچھا ہوا، بخار تو دل کا نکل گیا

کیا دل لگاؤں موسمِ گل سے میں اے صبا
اس کو بھی کچھ ثبات ہے آیا نکل گیا

بڑھتا جاتا ہے اِدھر شوقِ خود آرائی کا
حوصلہ پست ہے یہاں ضبط و شکیبائی کا

آپ کی یاد کو اللہ سلامت رکھے
مجھ پہ احسان ہے اس مونسِ تنہائی کا

شورِ بلبل، جوشِ گل، موجِ نسیم، انوارِ صبح
اللہ اللہ کس قدر ہیں دلکشا آثارِ صبح

مدتوں سے آج کل پر ٹالتے ہیں وہ مجھے
صبح کو اقرارِ شام اور شام کو اقرارِ صبح

خوابِ نوشیں سے ترا بیدار ہونا، الاماں
یہ خمارِ نرگسِ مستانہ یہ آثارِ صبح

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

خدا سے مانگ جو کچھ مانگنا ہو اے اکبرؔ
یہ ہی وہ در ہے کہ ذلت نہیں سوال کے بعد

تہذیب کے خلاف ہے جو لے راہ پر
اب شاعری وہ ہے جو ابھارے گناہ پر

کیا پوچھتے ہو مجھ سے کہ میں خوش ہوں یا ملول
یہ بات منحصر ہے تمہاری نگاہ پر

وہ شرارت سے مرے گھر سرِ شام آتے ہیں
یہ دکھانا ہے کہ غیروں کے پیغام آتے ہیں

غیر کے ذکر میں کرتے نہیں وہ میرا لحاظ
تذکرے آتے ہیں اور نام بنام آتے ہیں

وعظ کالج میں جو کہہ آتے ہیں اکثر اکبرؔ
کیا یہ گرتی ہوئی دیوار کو تھام آتے ہیں

ایک گردش میں کیا خونِ دو عالم کو مباح
چشمِ مستِ نازکی اللہ رے سفاکیاں

دیکھ تو لیں دستِ ساقی میں مئے گلگوں کا جام
شیخ کی نیت کی رہ جائیں گی ساری پاکیاں

میں تری مست نظر کا ہوں دعا گو ساقی
صدقہ آنکھوں کا کوئی جام ملے گا کہ نہیں

آرزو مرگ کی تم کرتے ہو اکبرؔ لیکن
سوچ لو، قبر میں آرام ملے گا کہ نہیں

قلزم کی تہ ٹٹولو، ارے شب میں جھولو
جب بھی یہ ہی کہوں گا، اللہ کو نہ بھولو

جو منہ لگائے وہ بُت شیخ بھی پڑھیں الحمد
یہ دور ہی سے ہے بس اس قدر معاذ اللہ

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اُنہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں، زبان میری ہے، بات اُن کی
اُنہیں کی محفل سنوارتا ہوں، چراغ میرا ہے، رات اُن کی
سُنے جو اُس کو اُسے تحیّر، جو اس کو برتے اسے تردّد
ہماری نیکی اور اُن کی برکت، عمل ہمارا، نجات اُن کی

بتوں سے میل، خدا پر نظر، یہ خوب کہی!
شبِ گناہ، نمازِ سحر، یہ خوب کہی!
فٹن نفیس، سڑک خوش نما، ڈنر ہر شب
یہ لطف چھوڑ کے حج کا سفر، یہ خوب کہی
تمھاری خاطرِ نازک کا ہے خیال فقط،
وگرنہ مجھ کو رقیبوں کا ڈر، یہ خوب کہی
شباب و بادہ و فکرِ مآلِ کار، چہ خوش
جنونِ عشق و خیالِ خطر، یہ خوب کہی

دَم بھر میں جسم و روح کا قصہ تمام تھا
مٹی میں مِل گیا وہ، یہ اپنے وطن گئی!

دن رات یہ بے چینی ہے، یہ آٹھ پہر کا رونا ہے،
آثار بُرے ہیں فرقت میں، معلوم نہیں کیا ہونا ہے
کیوں پست ہوئی ہے ہمتِ دِل، کیوں روک رہی ہے مایوسی
کوشش تو ہم اپنی سی کر لیں ہوگا تو وہی جو ہونا ہے
ترکیب و تکلّف لاکھ کرو، فطرت نہیں چھپتی اے اکبر،
جو مٹی ہے وہ مٹی ہے جو سونا ہے وہ سونا ہے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

شیخ کی دعوت میں مے کا کام کیا، احتیاطاً کچھ منگا لی جائے گی
یادِ ابرو میں ہے اکبر محو کیوں کب تری یہ کج خیالی جائے گی

نہ وہ بتکدے کہیں رہ گئے نہ وہ دلبری کو صنم رہے
نہ وہ دن رہے نہ وہ ہم رہی، نہ وہ دل رہا نہ وہ غم رہے
مری رندیوں کا ہے خاتمہ، نہ وہ مستیاں، نہ وہ ولولے
نہ مے کہن کا نشاں رہا، نہ طریقِ محفلِ جم رہے
مجھے کیا امید فروغ کی کہ بتوں کی تو یہی ہے خوشی
نہ یہ دل رہے نہ زباں رہی، نہ خدا رہے نہ حرم رہے

مہوشوں کی مہربانی ہو چکی، چار دن کی چاندنی تھی، ہو چکی
عاقبت کا اب خیال آنے لگا شورشِ عہدِ جوانی ہو چکی!

زخمی نہ ہوا تھا دل ایسا سینہ میں کھٹک دن رات نہ تھی
پہلے بھی ہوئے تھے کچھ صدمے، روئے تھے مگر یہ بات نہ تھی!

اب نشو و نما کا وقت نہیں، اب عمر نہیں اُمیدوں کی
دنیا سے لگاوٹ کیا میں دوں تو ہی نہیں تمہیدوں کی

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

پنڈت کو بھی سلام ہے اور مولوی کو بھی　　مذہب نہ چاہیے مجھے ایمان چاہیے

یہ دنیا رنج و راحت کا غلط اندازہ کرتی ہے،
خدا ہی خوب واقف ہے کہ کس پر کیا گذرتی ہے
نئے عنصر نہیں آتے چمن میں گل کھلانے کو،
یہی ذرّے اُبھرتے ہیں، یہی مٹی سنورتی ہے
وہ دو ذرّے بلا اذنِ خدا مل ہی نہیں سکتے،
کہ جن کے میل سے سائنس کی قوت اُبھرتی ہے
زبانیں مختلف بھی ہوں اگر دو حق پرستوں کی
بہم نبھ جاتی ہے، نیت کی خوبی کام کرتی ہے

مل جاتا ہے دنیا سے اُسی جس شخص کا جتنا حصہ ہے
ہے اِتنی بات ٹھکانے کی، باقی تو کہانی قصہ ہے

اثر سب پر پڑا ہے اِنقلابِ رنگِ عالم کا:
نہ اب ہے طعن کا موقع، نہ ہے اب وقت ماتم کا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اکبرؔ نہ تھا بابت خانے میں زحمت بھی ہوئی اور زر بھی گیا
کچھ نامِ خدا سے اُنس بھی تھا کچھ ظلمِ بتاں سے ڈر بھی گیا

اپنے غم خانہ کا دروازہ کرو بند اکبرؔ
اب نہیں کوئی سوا موت کے آنے والا

آبرو دولت میں خود واعظ میں غرق
دوسروں پر نکتہ چینی کی تو کیا
بزمِ ساقی کی کہاں وہ مستیاں
چھپ کے اکبرؔ نے اگر پی بھی تو کیا

میں آہ کر نہ سکا، ضبط کی ہوئی تعریف
رہوں گا شکرگزار اپنی ناتوانی کا
سوا خدا کے کسی کا خیال آ نہ سکا
غموں نے کام دیا دل کی پاسبانی کا

مشرب مرا قناعت مذہب مرا طریقت
ملئے اگر تو خادم، رکیئے اگر تو رخصت

عقلِ زاہد، عشقِ صوفی میں بس اتنا فرق ہے
اُس کو خوفِ آخرت ہے اُس کو ذوقِ آخرت

تو وضع پہ اپنی قائم رہ، فطرت کی مگر تحقیر نہ کر،
دے پائے نظر کو آزادی، خودبینی کو زنجیر نہ کر!
گو تیرا عمل محدود رہے اور اپنی ہی حد مقصود رہے
رکھ ذہن کو ساتھی فطرت کا، بند اس پہ درِ تاثیر نہ کر

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

باطن میں اُبھر کر ضبطِ فغاں، لے اپنی نظر سے کارِ زباں
دل جوش میں لا، فریاد نہ کر، تاثیر دکھا، تقریر نہ کر
تو خاک میں مِل اور آگ میں جل، جب خشت بنے تب کام چلے
ان خام دلوں کے عنصر پر، بنیاد نہ رکھ، تعمیر نہ کر

مجھ کو جائز نہیں یہ عرض، کہ بیداد نہ کر، اُن کو زیبا ہے یہ ارشاد، کہ فریاد نہ کر
شیخ کہتے ہیں کہ پیروں کی پرستش بھی ہے فرض، ماسٹر کہتے ہیں، اللہ کو بھی یاد نہ کر

بھروسا باغِ ہستی میں نہیں کچھ نخلِ قامت کا،
نفس کیا ہے؟ ہوا کی بیل ہے دھوکے کی ٹٹی پر

تپ نہ ہونے سے نہ سمجھو یہ کہ میں راحت میں ہوں
دِل میں انگارے بھرے ہیں، گو بدن جلتا نہیں!
یہ بتِ خود بیں خلافِ اکبر کے جو چاہیں کہیں،
کفر کے سانچے میں تو بالفعل وہ ڈھلتا نہیں

تدبیر کی کوئی حد نہ رہی اور بالآخر کہنا ہی پڑا،
اللہ کی مرضی سب کچھ ہے بندے کی تمنا کچھ بھی نہیں

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ذرّے جو گُل بنے تھے وہ بن گئے بگولے
جو زینتِ چمن تھے وہ خاکِ رہگزر ہیں
دُنیا کی کیا حقیقت اور ہم سے کیا تعلق
وہ کیا ہے اِک جھلک ہے، ہم کیا ہیں اِک نظر ہیں
ہم نے سنا بہت کچھ حالِ جہانِ فانی
افسانہ گو غضب ہیں قصّے تو مختصر ہیں

اس بزم میں مجھ سے کہتے ہیں سب، موقع کے مطابق بات کہو
اور ہم نے یہ دل میں ٹھانی ہے، یا دل کی کہیں یا کچھ نہ کہیں

اب اپنے دل کی عقیدت پہ رحم آتا ہے،
یہ دیکھتا ہوں کہ وہ آپ کی نگاہ نہیں!
مرے سکوت پہ غصہ نہ کیجیے للہ،
فغاں ہے جرم خموشی تو کچھ گناہ نہیں

چرخ سے کچھ اُمید، تھی ہی نہیں
آرزو میں نے کوئی کی ہی نہیں
چاہتا تھا بہت سی باتوں کو
مگر افسوس اب وہ جی ہی نہیں
جرأتِ عرضِ حال کیا ہوتی
نظرِ لطف اس نے کی ہی نہیں
مذہبی بحث میں نے کی ہی نہیں
فالتو عقل مجھ میں تھی ہی نہیں
پوچھا اکبر ہے آدمی کیسا!
ہنس کے بولے وہ آدمی ہی نہیں

جلوۂ ساقی و مے جان لئے لیتے ہیں،
شیخ جی ضبط کریں ہم تو پیئے لیتے ہیں
خودکشی منع، خوشی گُم، یہ قیامت ہے مگر
جینا ہی کتنا ہے اب، خیر جیئے لیتے ہیں

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

جب تمھارا خیال، آتا ہے ، ساری دنیا کو بھول جاتے ہیں
مجھ کو کچھ پوچھنا ہے اکبر سے، یہ کبھی ہوش میں بھی آتے ہیں

غم میں ہوتا ہی ہے کچھ اُمیدِ فردا سے سکوں
وائے برحالش جسے امید فردا بھی نہ ہو

محترز فریاد سے ہوں زیرِ لب کرتا ہوں آہ
آپ کی مرضی یہ ہے شاید کہ اتنا بھی نہ ہو

رہ گئے وہ پوچھ ہی کر جس کو اُس کو ہے گلہ
اُس کے دل سے پوچھیے جس کو کہ پوچھا بھی نہ ہو

جو کہا میں نے کہ پیار آتا ہے مجھ کو تم پر،
ہنس کے کہنے لگے، اور آپ کو آتا کیا ہے

خدائی تیری ہے ہم بھی ہیں اے خدا تیرے
مصیبتوں میں پکاریں کسے ، سوا تیرے

ہر طرف سی جو ٹوٹتی ہے آس آدمی ہر کا نام جپتا ہے
گرمیٔ موسمِ شباب، اُف اُف یہ سمجھیے کہ جیٹھ تپتا ہے
لو نکلتا پڑا سڑک کے ساتھ آج تو میرا گھر بھی تپتا ہے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

دل تعلق بڑھا کے پچھتایا　　پاؤں پھیلا کے ہاتھ ملتا ہے

غفلت کی ہنسی بھی خوب ہنسا، اور رنج میں اکثر رو یا بھی
دنیا کو بہت کچھ اے اکبر حاصل بھی کیا اور کھویا بھی

بس یہی کام سب کو کرنا ہے،　　یعنے جینا ہے اور مرنا ہے
اب رہی بحث رنج و راحت کی　　ق　　یہ فقط وقت کا گذرنا ہے،
سب سے بدتر بتوں سے ہے اُمید　　سب سے بہتر خدا سے ڈرنا ہے

جو ہم کو بُرا کہتے ہیں معذور ہیں اکبر　　حق یہ ہے کہ ہم بھی اُنھیں اچھا نہیں کہتے

باغباں خاموش، گل پژمردہ، اور گلشن اُداس
جب ہوا بدلی تو ساری زیب و زینت رہ گئی

مایوس ہوں باغِ عالم میں، امید سے یاری چھوٹ گئی،
جس پیڑ کو سینچا سوکھ گیا، جس شاخ کو باندھا ٹوٹ گئی

دنیا یوں ہی ناشادیوں میں شاد رہے گی،
برباد کئے جائے گی آباد رہے گی!

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

گلچیں کا ستم بھول بھی جاؤں کبھی شاید،
صیاد کی بیداد ، مگر یاد رہے گی!
نالے ستم افزا ہیں تو روکوں گا زباں کو
دل ہی میں نہاں ، اب مری فریاد رہے گی

سینے میں دل آگاہ جو ہو کچھ غم نہ کرو ناشاد سہی،
بیدار تو ہے ، مشغول تو ہے ، نغمہ نہ سہی فریاد سہی
ہر چند بگولا مضطر ہے ، اک جوش تو اس کے اندر ہے
اک وجد تو ہے ، اک رقص تو ہے ، بیچین سہی برباد سہی
وہ خوش کہ کروں گا ذبح اُسے یا قید قفس میں رکھوں گا
میں خوش کہ یہ طالب تو ہے مرا صیاد سہی جلاد سہی

گزری جب نہ ہو صورت گزر جانا ہی بہتر ہے ،
ہوئی جب زندگی دشوار مر جانا ہی بہتر ہے
رہ اصلاح میں گو تیز گامی خوب ہے ، لیکن
قدم کو لغزشیں جب ہوں ٹھہر جانا ہی بہتر ہے

اب کیا میں طلب دُنیا کی کروں ، کیوں زحمت اُٹھاؤں اس کے لئے
دل کہتا ہے اور سچ کہتا ہے ، کے دن کے لئے اور کس کے لئے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ہو تم کو مبارک شوقِ نمود، افسردہ پڑا رہنے دو مجھے،
کافی ہے یہاں یہ داغِ جگر، تم شمع بنو مجلس کے لئے

کیوں ہجر کے صدمے ہوتے ہیں، کیوں مُردوں پہ زندی روتے ہیں
کیوں جنگ میں جانیں جاتی ہیں، کیوں بڑھتی ہے ہمت قاتل کی
منطق کا تو دعویٰ ایک طرف، طاقت کی یہ شوخی ایک طرف
کیا فرق ہے خیر و شر میں یہاں، کیا جانچ ہے حق و باطل کی

فروغِ بدر نہ باقی رہا نہ بت کا شباب،
زوال ہی کے لئے ہر کمال ہوتا ہے
میں چاہتا ہوں کہ بس ایک ہی خیال رہے،
مگر خیال سے پیدا خیال ہوتا ہے!

وہ توڑتے ہیں تو کلیاں شگفتہ ہوتی ہیں
وہ روندتے ہیں تو سبزہ نہال ہوتا ہے
سوسائٹی سوا لگ ہو تو زندگی دشوار،
اگر ملو تو نتیجہ ملال ہوتا ہے

دیکھ کر تیری اُداسی ہائے اے شمعِ سحر
محو دل سے ہو گئی، رونق چراغِ شام کی
واقعاتِ دہر سے دلبستگی کم کیجئے،
پھر شکایت کم رہے گی گردشِ ایام کی

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اتنے ساتھی اُٹھ گئے اِس بزمِ غم انجام سے　　دل کو شرم آنے لگی اب خواہشِ آرام سے

بہت نہ رونے سے یہ نہ سمجھو کہ کم ہے جوشِ سرشک دل میں
یہ آنسوؤں کی کمی نہیں ہے، رعایتِ ظرفِ آستیں ہے

رکھیں نہ ہم سے دوست امیدِ نشاطِ طبع　　گو انجمن وہی ہے، ہم اب وہ نہیں رہے

چل بسے اسبابِ غفلت چشمِ عبرت رو چکی
میری ہستی تھی ہی کیا، اور تھی جو کچھ وہ ہو چکی

کوئی ہنس رہا ہے، کوئی رو رہا ہے　　کوئی پا رہا ہے، کوئی کھو رہا ہے
کوئی تاک میں ہے، کسی کو ہے غفلت　　کوئی جاگتا ہے، کوئی سو رہا ہے
کہیں ناامیدی نے بجلی گرائی　　کوئی بیج اُمید کے بو رہا ہے
اسی سوچ میں، میں تو رہتا ہوں اکبر　　یہ کیا ہو رہا ہے، یہ کیوں ہو رہا ہے

جی رہا ہوں میں فقط اب انتظارِ مرگ میں　　سانس لینا رہ گیا ہے جان دینے کے لیے

دیں، آخرت کا واعظ، دُنیا ہوس کی بانی　　جھگڑے میں پڑ گئی ہے انساں کی زندگانی

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

مشتاق نہیں ہیں زندگی کے، مرنا ہے تو کیا کریں گے جی کے
پائی نہ کسی میں بو وفا کی، چاہا تھا کہ ہو رہیں کسی کے
توحید کا مسئلہ ہے اصلی، باقی ہیں شگوفے ہسٹری کے

غفلتوں کا خوب دیکھا ہے تماشا دہر میں مدتیں گذری ہیں مجھ کو ہوش میں آئے ہوئے
خانۂ دل کو مرے توڑا تو کیا ایسی نمود چشم بد دور آپ تو ہیں مسجدیں ڈھائے ہوئے

بہارِ بے بقا پر ناز کیسا اور خوشی کیسی بجا ہے حیرتِ نرگس کو گل کی یہ ہنسی کیسی!
خدا کے ساتھ ہونے کا یقیں مشکل سے آتا ہے مگر نہ جب خدا ہی ساتھ ہو پھر بیکسی کیسی

جسے کہتا ہوں، دیکھوں کس طرح کٹتا ہے دن شام اُسے ایسا بھلا دیتی ہے گویا کچھ نہ تھا
عمریں ہی کٹ گئیں، آخر ہوا معلوم یہ، عرصۂ ہستی بجز امروز و فردا کچھ نہ تھا

ق

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

منظومات

رباعی، قطعہ، مخمس، نظم

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

منظومات

کہنے کو تو شاہ سب ہیں، مہراج ہیں سب
لیکن کھولو جو چشمِ تحقیق اکبر
مالک دولت کے، مالک تاج ہیں سب
بے بس ہیں سب، خدا کے محتاج ہیں سب

کس نمانداست کہ در بیشہ شکارے بکند،
ایں زماں ہمتِ مرداں بہ ہمیں محدود است
تیغ گیرد بہ کف و فتح دیارے بکند!
زنے از پردہ بروں آید و کارے بکند

سید صاحب سکھا گئے ہیں جو شعور
سوتوں کو جگا دیا انہوں نے لیکن
کہتا نہیں تم سے میں کہ ہو اُس سے نفور
اللہ کا نام لے کے اٹھنا ہے ضرور

گر جیب میں زر نہیں تو راحت بھی نہیں،
گر علم نہیں تو زور و زر ہے بیکار،
بازو میں سکت نہیں تو عزت بھی نہیں
مذہب جو نہیں تو آدمیت بھی نہیں

دنیا سے میل کی ضرورت ہی نہیں
درپیش ہے منزلِ عدم اے اکبر،
مجھ کو اس کھیل کی ضرورت ہی نہیں
اس راہ میں ریل کی ضرورت ہی نہیں

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

چغلیاں اک دوسرے کی وقت پر جڑتے بھی ہیں،
ناگہاں غصہ جو آجاتا ہے لڑ پڑتے بھی ہیں!
ہندو مسلم ہیں پھر بھی ایک، اور کہتے ہیں سچ
ہیں نظر آپس کی ہم سے ملتے بھی ہیں لڑتے بھی ہیں

بھولتا جاتا ہے یورپ آسمانی باپ کو،
بس خدا سمجھا ہے اس نے برق کو اور بھاپ کو
برق گر جائے گی اک دن اور اڑ جائے گی بھاپ
دیکھنا اکبر بچائے رکھنا اپنے آپ کو

حاصل کرو علم، طبع کو تیز کرو،
باتیں جو بری ہیں ان سے پرہیز کرو
قومی عزت ہے نیکیوں سے اکبر
اس میں کیا ہے کہ نقل انگریز کرو

کہتا ہوں میں ہندو و مسلماں سے یہی،
اپنی اپنی روش پہ تم نیک رہو،
لاٹھی ہے ہوائے دہر، پانی بن جاؤ
موجوں کی طرح لڑو مگر ایک رہو،

اے جدِ بزرگ کے نواسو، پوتو،
تزئین کو تہ کرو، زمین جوتو،
کیا رٹتے ہو اپنی ہسٹری کو ہر وقت
اللہ مدد کرے گا، ویسے ہو تو

ہوتی ہے نصیب تلخ کامی تم کو،
محسوس نہیں ہے اپنی خامی تم کو
اغیار نہیں بنا سکے تم کو غلام
ہے اپنے ہی نفس کی غلامی تم کو

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

خواہش ہے اگر تجھے غنی بننے کی،
شخصی حالت کو چھوڑ کر اے ہندی
دولت کی ہوس ہو اور دھنی بننے کی
کوشش لازم ہے کمپنی بننے کی

گو کہ رک سکتی نہیں یہ نقلِ وضعِ مغربی
اپنی تاریخ اپنی ملت سے رہو تم باوفا،
پھر بھی کامل طور پر ممکن نہیں ہم قالبی
بندگی تم کو مبارک، صاحبوں کو صاحبی

رکتا نہیں انقلاب چارہ کیا ہے،
تسکین کے لئے مگر ہے کافی یہ خیال
حیراں ہیں فلک، بشر بچارا کیا ہے
جو کچھ ہے خدا کا ہے، ہمارا کیا ہے

پانی پینا پڑا ہے پائپ کا،
پیٹ چلتا ہے، آنکھ آئی ہے
حرف پڑھنا پڑا ہے ٹائپ کا
شاہِ اڈورڈ کی دُہائی ہے

دنیائے دنی محلِّ آفات بھی ہے
طرّہ پھر اس پہ یہ کہ مرنا بھی ضرور
فکرِ روزی، مخلِّ اوقات بھی ہے
جیتا رہے آدمی تو اک بات بھی ہے

ہر چند کہ کوٹ بھی ہے پتلون بھی ہے
لیکن میں تجھ سے پوچھتا ہوں ہندی
بنگلہ بھی ہے، ہاٹ بھی ہے، صابون بھی ہے
یورپ کا تری رگوں میں کچھ خون بھی ہے

دولت بھی ہے فلسفہ بھی ہے، جاہ بھی ہے
لطفِ حسنِ بتانِ دل خواہ بھی ہے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

سب سے قطعِ نظر ہے مشکل، لیکن / اتنا سمجھے رہو کہ اللہ بھی ہے

چیخے، چلّائے، کودے، اُچھلے، ٹہلے / پھر پھر کے وہیں رہے جہاں تھے پہلے!
حالت تو وہی ہے، بلکہ اس سے بدتر / یوں منہ سے جو جس کے دل میں آئے کہہ لے

ہمنشیں کہتا ہے کچھ پروا نہیں مذہب گیا / میں یہ کہتا ہوں کہ بھائی یہ گیا تو سب گیا
نیشنل فیلنگ تو ہم میں کبھی تھی ہی نہیں، / اتحادِ دیں فقط باقی رہا تھا اب گیا

فیضِ کالج سے جوانی رہ گئی بالائے طاق، / امتحاں پیشِ نظر اور عاشقی بالائے طاق
وہ چراغوں سے ہیں جلتے ایسے ہیں روشن ضمیر / کہتے ہیں رکھیے پرانی روشنی بالائے طاق

جب تک ہے ہم میں قومی خصلت باقی، / بے شک پردہ کی ہے ضرورت باقی
چالیس برس کی بات ہے یہ شاید / بعد اس کے رہے گی پھر نہ حجت باقی

خبر دل کی مرے دل خواہ جانے، / خبر ایماں کی محبِ جاہ جانے
رہی اب عاقبت کی بحث اکبر / تو اس کا حال تو اللہ جانے

یا امیٹیشن کے صدقے جائیے دودھ اور کھانڈ لے
یا ایجیٹیشن کے بدلے تو چنا جا مانڈ لے،

www.urduchannel.in

یا قناعت اور اطاعت میں بسر کر زندگی
رزق کی کشتی کو کھے پتوار لے اور ڈانڈے

پچ مذہب کا کسی صاحب نے ڈھیلا کر دیا
سادہ طبعوں کو بھی بالآخر نگیلا کر دیا
شوق پیدا کر دیا بنگلے کا اور پتلون کا
وہ مثل ہی مفلسی میں آٹا گیلا کر دیا

تجھے انگلش سے جب موقع نہیں ہی گر مجوشی کا
تو پھر کیا لطف ہوا ہی ہمنفس اس بادہ نوشی کا
تکلف سے جواب اس نے دیا سنکر کہ اے اکبر
ادا کرتا ہوں میں یہ حق فقط پتلون پوشی کا

کچھ بھی نہیں چاہتے وہ چندے کے سوا
اس باغ میں کیا دھرا ہی پھندے کے سوا
گلچیں ہے ہر اک نہیں ہے بلبل کوئی
اس نکتے کو کون سمجھے بندے کے سوا

پنڈت نے خوب بات کہی جوش طبع میں
ناحق گزشتہ عہد پہ یوں طعنہ زن ہیں آپ
پتھر کے بدلے اب تو دھرم ہٹنے لگا
محمود بت شکن تھا برہمن شکن ہیں آپ

حاضر ہوا میں خدمت سید میں ایک رات
افسوس ہی کہ ہو نہ سکی کچھ زیادہ بات
بولے کہ تجھ کو دین کی اصلاح فرض ہی
میں چل دیا یہ کہہ کے کہ آداب عرض ہی

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

سنٹرل بھی ہو کمیٹی اور پراونشل بھی ہو
حامیٔ پبلک بھی ہو رُخ جانب کونسل بھی ہو
بابوؤں کی طرح لیکن غل سی کچھ مطالبہ ہو
کردیں بس توضیح جزو کل سے کچھ طلب نہ ہو

ہے عجب انقلاب دنیا میں،
کیا کہوں بات بھائی صاحب کی
اب وہ تسبیح پر بجائے درود
پڑھ رہے ہیں دُہائی صاحب کی

طفلِ مکتب کہ تنہا زرباں می گوید،
شکوہ کم کن کہ چنیں گفت چناں می گوید
طبعِ او فونوگراف است سرودش سبقش
انچہ بستند بر و نقش، ہماں می گوید

یہ بات غلط کہ ملکِ اسلام ہے ہند
یہ جھوٹ کہ ملکِ لچھمن و رام ہے ہند
ہم سب ہیں مطیع و خیر خواہِ انگلش
یورپ کے لئے بس اک گودام ہے ہند

پنڈت بیٹھا ہے اپنی پوتھی لے کر
بنیا بیٹھا ہے موٹھ موتھی لے کر
سودا اُس کو ہے جو سدھارا لندن
وہ دولت و جنس گھر میں جو تھی لے کر

داخل مری دانست میں یہ کام ہے ہُنر میں
پہنچائی گا قوت شجرِ ملک کی بُن میں
تحریکِ سودیشی پہ مجھے وجد ہے اکبر
کیا خوب یہ نغمہ ہے چھڑا دیس کی دھن میں

یا کس کے کمر بیٹھے خوشامد باندھو
یا حجرے میں گھس کر بیٹھو، منہ باندھو

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کیا فائدہ بے قرینگی سے اے شیخ — بہتر ہے یہی کہ اپنی اک حد باندھو

عقل سید بود از انوارِ حکمت یافتہ — زدنیا زویش عدو را پنجہ پا بر تافتہ!
مشکلے در پیش ہست او را اگر گویم — زانبیا ہرگز کسے نگذشت پنشن یافتہ

لے لے کے قلم کے لوگ بھالے نکلے — ہر سمت سے بیسیوں رسالے نکلے
افسوس کہ مفلسی نے چھاپہ مارا — آخر احباب کے دیوالے نکلے

سچ ہے کہ انھوں نے ملک لے رکھا ہی — ہم لوگوں سے کیمپ کو پرے رکھا ہی
لیکن ہے ادائے شکر ہم پر لازم — کھانے بھر کو ہمیں بھی دے رکھا ہے

کونسل سے ہر طرح کا قانون آرہا ہی — مطبع سے ہر طرح کا مضمون آرہا ہی
لیکن پڑھوں میں کیوں کر آنکھوں کی ہی یہ حالت — اشک آرہے تھے پہلے اب خون آرہا ہی

باغوں میں تو بہار درختوں کی دیکھ لی — کالج میں آکے کانوکیشن کو دیکھیے
لیموں کاغذی تو بہت دیکھے آپ نے — اب کاغذی ترقیٔ نیشن کو دیکھیے

بزمِ اکبر دانش آموز و نشاط انگیز ہے — ہر سخن اِس کا لطیف و خوب و معنی خیز ہی
بالارادہ اس سے جو کرتا ہی اعراض و گریز — ناتواں ہیں وہ ہی یا کودن ہی یا انگریز ہی

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ہم نے واعظ کی خوب داڑھی نوچی
یہ بات مگر نہ اپنے دل میں سوچی
مذہب کو شکست دے کے کیا پائیں گے
آخر کو رہیں گے موچی ہی کے موچی

تھی کیک کی فکر میں سو روٹی بھی گئی،
چاہی تھی شے بڑی سو چھوٹی بھی گئی
واعظ کی نصیحتیں ، نہ مانیں آخر
پتلون کی تاک میں لنگوٹی بھی گئی

خواہانِ نوکری نہ رہیں طالبانِ علم،
قائم ہوئی ہے رائے یہ اہلِ شعور کی
کالج میں دھوم مچ رہی ہے پاس پاس کی
عہدوں سے آ رہی ہے صدا دور دور کی

پانوں کو بہت جھٹکا پٹکا ، زنجیر کے آگے کچھ نہ چلی ،
تدبیر بہت کی اے اکبر تقدیر کے آگے کچھ نہ چلی !
یورپ نے دکھا کے رنگ اپنا سید کو مرید بنا ہی لیا ؎
سب پیروں سے تو بچ نکلے اِس پیر کے آگے کچھ نہ چلی !

جہاں نے ساز بدلا ، ساز نے نغموں کی گت بدلی ،
گتوں نے رنگ بدلا ، رنگ نے یاروں کی مت بدلی
فلک نے دور بدلا ، دور نے انسان کو بدلا ،
گئے ہم تم بدل ، قانون بدلا ، سلطنت بدلی !

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

الا یا ایہا الطفلک بجو راحت بہ ناولہا،
کہ قرآں سہل بود اول ولے افتاد مشکلہا
بکن تزئینِ پائے خود بہ بوٹ ڈاسن و پتلوں
کہ سر سید خبر دارد زراہ و رسم منزلہا

دیکھیے قوال بیچارے کا اب کیا حشر ہو،
شیخ صاحب کو تو لیکچر میں بھی وَجد آنے لگا
کیوں کرے گا پیش ہم پر جلوۂ حورِ بہشت
جب تھیٹر کا سماں واعظ کو تڑپانے لگا

اب تک جو کہیں ہماری قسمت نہ لڑی
ناحق تجھے، ہمنشیں ہے. فکر اِس کی پڑی
انگریز کے ملک میں لڑائی کیسی،
یہ ہند ہے یاں خوش انتظامی ہے بڑی

پردے کا کیا ہے خود اڑنگا پیدا،
خود ہم نے کیا ازار اور انگا پیدا
کیا خوب کہا ہے مولوی مہدی نے
نیچر نے کیا ہے ہم کو ننگا پیدا

اعزاز نسب کے مٹتے جاتے ہیں نشاں
اگلے سے خیال ہند میں اَب وہ کہاں
سید بننا ہو تو بنو سرسید
ہونا ہو خاں تو بنو انگریزی خواں

لیتھبرج کی چاہیے، ریڈر مجھے،
شیخ سعدی کی کریما کیا کروں
ڈاکٹر سے دوستی، لڑنے سے بیر
پھر میں اپنی جان بیما کیا کروں

فخریہ میں نے جو اشعار پڑھے سعدی کے
فخریہ آپ سنانے لگے نظمِ ملٹن!

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

شیخ سعدی تو بزرگوں میں مرے تھے اک دوست
آپ کے کون تھے ملٹن یہ سنوں حضرتِ من

گورمنٹ کی خیر یارو مناؤ
گلے میں جو اُتریں وہ تانیں اُڑاؤ
کہاں ایسی آزادیاں تھیں میسّر
اَناالحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

بے ہنر ہو کر جو بیٹھو طعنۂ حالی سنو
باہنر ہو کر جو چمکو قوم کی گالی سنو
ہم کو تو پیرِ طریقت نے یہی دی ہے صلاح
قصۂ منصور دیکھو اور قوالی سنو

کچہریوں میں ہے پرسش گریجویٹوں کی
سڑک پہ مانگ ہے قلیوں کی اور میٹوں کی
نہیں ہے قدر تو بس علمِ دین و تقوی کی
خرابی ہے تو فقط شیخ جی کے بیٹوں کی

اب کہاں تک بتکدہ میں صرفِ ایماں کیجئے!
تا کجا عشقِ بتانِ سست پیماں کیجئے
ہے یہی بہتر علی گڈھ جا کے سید سے کہوں
مجھ سے چندہ لیجئے مجھ کو مسلماں کیجئے

نذرِ قوم سے لے کے ایسا سامان کرو!
جس سے کہ تمھاری بزم بن جائے بہشت
حلوے ماندے سے کام رکھو بھائی —!
مُردہ دوزخ میں جائے یا جائے بہشت

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کیسی ترقی، کیسا میل، ہم سے سن لو اس کا کھیل
جس کی لاٹھی اس کی بھینس، فعلن فعلن فعلن فعل

ایک بوڑھا نحیف و خستہ و زار اک ضرورت سے جاتا تھا بازار
ضعفِ پیری سے خم ہوئی تھی کمر راہ بے چارہ چلتا تھا جھک کر
چند لڑکوں کو اُس پہ آئی ہنسی قد پہ پھبتی کمان کی سوجھی
کہا اک لڑکے نے یہ اُس سے کہ بول تو نے کتنے میں لی کمان یہ مول
پیرِ مردِ لطیف و دانشمند، ہنس کے کہنے لگا کہ اے فرزند
پہنچو گے میری عمر کو جس آن، مفت مل جائے گی تمہیں یہ کمان

میں نے اکبر سے کہا آئیے حجرے میں مرے اس چٹائی پہ نمازیں پڑھیں حسبِ دستور
چھوڑیئے آپ یہ ہنگامۂ تعلیم جدید کاٹ ہی دے گا کسی طرح خداوند غفور
بولا جھنجھلا کے کہ ہے سہل جہنم مجھ پر اس کی نسبت کہ میں کالج میں ہوں احمق مشہور

انگلش ڈرس انور کا جو کل بزم میں دیکھا اکبر نے کہا یہ تو خرابی کی ہیں آثار
معنی میں بھی ہو جائے گا آخر کو تغیر، تبدیلیِ صورت کے رہے گر یہی آثار
خالق کی عبادت سے حجاب آنے لگے گا شرمائیں گے کرتے ہوئے اسلام کا اظہار
بیگانہ و وحشی ہوگی عزیزانِ وطن سے بنگلے میں نہاں ہوں گے کہیں چھوڑ کے گھربار
فاتح سے مساوات کی اٹھیں گی امنگیں وہ زیست جو آسان تھی ہو جائے گی دشوار

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

آپس میں بھی تم لوگ موافق نہ رہوگے، ایک، ایک کو دیکھے گا بہ اکراہ و بہ انکار
آخر کو رہوگے نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے، انگریز بھی کھنچے رہیں گے قوم بھی بیزار
انور نے کہا، صلِ علیٰ واہ، بہت خوب شک اس میں نہیں مدح کے قابل ہے یہ گفتار
لیکن یہ جو تعمیم ہے حضرت کے سخن میں اِس کو تو نہ تسلیم کرے گا یہ گنہ گار
ہر مذہب و ملت میں ہیں اچھے بھی برے بھی وہ کون سا فرقہ ہے کہ سب جس میں ہوں ابرار
ملبوس و مکاں کا جو کیا آپ نے مذکور اس کے بھی بجا ہونے کا مجھ کو نہیں اقرار
باطن سے ہے اخلاقِ حمیدہ کا تعلق، فطرت میں جو ہے نیک وہ بد ہوگا نہ زنہار
اوضاعِ زمانہ تو بدلتے ہی رہیں گے رُکتی نظر آتی نہیں دُنیا کی یہ رفتار
ہے جس کو ضرورت وہ ضرورت سے ہے مجبور ہے شوق جسے کیوں نہ کیا جائے وہ مختار
مقصود جو اصلی ہے وہ ہے دل کی درستی یا ہیٹ و اوورکوٹ ہو یا جبہ و دستار
شبہ مرے اس قول کی صحت میں اگر ہو سن لیجئے سعدی کا یہ اِرشادِ گہربار

حاجت بہ کلاہِ برکی داشتنت نیست
درویش صفت باش و کلاہِ تتری دار

اگرچہ پولیٹیکل بحث میں ہوئے ہیں شریک جناب پنڈت جی چند بابو آسو توش
مگر ہمیں تو ہے بالکل سکوت اِس مد میں سمجھ گئے ہیں یہ مضمون سیدِ ذی ہوش

رموزِ مملکتِ خویش خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اِک مسِ سیمیں بدن سے کر لیا لندن میں عقد ۔۔۔ اِس خطا پر سن رہا ہوں طعنہ ہائے دلخراش
کوئی کہتا ہے کہ بس اس نے بگاڑی نسلِ قوم ۔۔۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ ہے بدخصال و بدمعاش
دل میں کچھ انصاف کرتا ہی نہیں کوئی بزرگ ۔۔۔ ہو کے اب مجبور خود اس راز کو کرتا ہوں فاش
ہوتی تھی تاکید لندن جاؤ انگریزی پڑھو ۔۔۔ قومِ انگلش سے ملو سیکھو وہی وضع تراش
جگمگاتے ہوٹلوں کا جا کے نظارہ کرو ۔۔۔ سوپ کاری کے مزے لو چھوڑ کر یخنی و آش
لیڈیوں سے مل کے دیکھو ان کے اندازِ طریق ۔۔۔ بال میں ناچو کلب میں جا کے کھیلو ان سے تاش
بادۂ تہذیبِ یورپ کے چڑھاؤ خُم کے خُم ۔۔۔ ایشیا کے شیشۂ تقویٰ کو کر دو پاش پاش
جب عمل اس پر کیا پریوں کا سایہ ہو گیا ۔۔۔ جس سے تھا دل کی حرارت کو سراسر ارتعاش
سامنے تھیں لیڈیاں زہرہ وش و جادو نظر ۔۔۔ یاں جوانی کی اُمنگ اور ان کو عاشق کی تلاش
اس کی چتون سحر آگیں، اس کی باتیں دلربا ۔۔۔ چال اس کی فتنہ خیز، اس کی نگاہیں برق پاش
وہ فروغِ آتشِ رخ جس کے آگے آفتاب ۔۔۔ اِس طرح جیسے کہ پیشِ شمع پروانہ کی لاش
جب یہ صورت تھی تو ممکن تھا کہ اک تقویٰ بلا ۔۔۔ دستِ سیمیں کو بڑھاتی اور میں کہتا دور باش
دونوں جانب تھا رگوں میں جوشِ خونِ فتنہ زا ۔۔۔ دل ہی تھا آخر نہیں تھی برف کی کوئی قاش
بار بار آتا ہے اکبر میرے دل میں یہ خیال ۔۔۔ حضرتِ سید سے جا کر عرض کرتا کوئی کاش

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ‌ای
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

بٹھائی جائیں گی پردہ میں بیبیاں کب تک ۔۔۔ بنے رہو گے تم اس ملک میں میاں کب تک
حرم سرا کی حفاظت کو تیغ ہی نہ رہی ۔۔۔ تو کام دیں گی یہ چلمن کی تیلیاں کب تک

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

میاں سے بی بی ہیں، پردا ہے ان کو فرض، مگر — میاں کا علم ہی اٹھا تو پھر میاں کب تک
طبیعتوں کا نمو ہے ہوائے مغرب میں — یہ غیرتیں یہ حرارت، یہ گرمیاں کب تک
عوام باندھ لیں دوہر کو تھرڈ و انٹر میں — سکنڈ و فرسٹ کی ہوں بند کھڑکیاں کب تک
جو منہ دکھائی کی رسموں پہ ہے مُصر ابلیس — چھپیں گی حضرتِ حوا کی بیٹیاں کب تک

جنابِ حضرتِ اکبر ہیں حامیِ پردہ،
مگر یہ کب تک اور ان کی رباعیاں کب تک

میں نے کہا بہت سی زبانیں ہوں جانتا، — مدت تک امتحان دیئے امتحان پر
جرمن، فرنچ، لیٹن و انگلش پہ ہے عبور — ثابت مرا کمال ہے ساری جہان پر،
اک شوخ طبع مس نے دکھائی زبان مجھے — بجلی تھی ابر میں کہ قمر آسمان پر،
بولی رہو گے زیست کی لذت سے بے خبر — قدرت نہ پائی تم نے اگر اس زبان پر

ہوئی جو مجھ سے یہ فرمائشِ بتِ طناز — کہ فنِ شعر میں تو آج ہے بہت ممتاز
لگا دے اس پہ کوئی مصرعہ حسین و نفیس — زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز
کہا یہ میں نے کہ ہے قیدِ حسن و خوبی کی — تو سن یہ شعر نشاط آور و نگاہ نواز
پہن لے سایہ مری جان اتار کر شلوار — زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز!

خدا حافظ مسلمانوں کا اکبر — ہمیں تو ان کی خوش حالی سے ہے یاس
یہ عاشق شاہدِ مقصود کے ہیں — نہ جائیں گے ولیکن سعی کے پاس

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

سناؤں تم کو اک فرضی لطیفہ
کیا ہے میں نے جس کو زیبِ قرطاس

کہا مجنوں سے یہ لیلیٰ کی ماں نے
کہ بیٹا تو اگر کر لے ایم، اے پاس

تو فوراً بیاہ دوں لیلیٰ کو تجھ سے
بلا دقت میں بن جاؤں تری ساس

کہا مجنوں نے یہ اچھی سنائی
کجا عاشق، کجا کالج کی بکواس

کجا یہ فطرتی جوشِ طبیعت
کجا ٹھونسی ہوئی چیزوں کا احساس

بڑی بی آپ کو کیا ہو گیا ہے
ہرن پہ لادی جاتی ہے کہیں گھاس

یہ اچھی قدر دانی آپ نے کی
مجھے سمجھا ہے کوئی ہرچرنداس

دل اپنا خون کرنے کو ہوں موجود
نہیں منظور مغزِ سر کا آماس

یہی ٹھہری جو شرطِ وصلِ لیلیٰ
تو استعفا مرا باحسرت و یاس

کہا کسی نے یہ سید سے آپ اے حضرت
نہ پیر کو نہ کسی پیشوا کو مانتے ہیں

نہ آپ عالمِ برزخ سے مانگتے ہیں مدد
نہ فاتحے کے طریقِ ادا کو مانتے ہیں

نظر تو کیجیے اس بات پہ جو ہیں ہندو
بہ صد خلوص ہر اک دیوتا کو مانتے ہیں

بہت وہ ہیں جو عناصر پرست ہیں دل سے
وہ آگ پوجتے ہیں یا ہوا کو مانتے ہیں

کرسچین بھی فدائی ہیں نامِ مریم کے
بہ دل مسیح علیہ الثنا کو مانتے ہیں

خود آپ ہی میں جو ہیں شیعیانِ با تمکیں
وہ اہلِ بیت کو آلِ عبا کو مانتے ہیں

وہ لوگ جو ہیں ملقب بہ صوفیانِ کرام
فدا قبور پہ ہیں اولیا کو مانتے ہیں

مرادیں مانگتے ہیں لوگ پاک روحوں سے
کسی بزرگ کو یا مقتدا کو مانتے ہیں

پھر آپ میں یہ ہوا کیا سما گئی ہے کہ آپ
نہ دستگیر نہ مشکل کشا کو مانتے ہیں

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

جواب انھوں نے دیا ہم ہیں پیروِ قرآں
ادب ہر اک کا ہے لیکن خدا کو مانتے ہیں

سند ہماری ہے اک نستعیں اے دوست
اسی یگانۂ حاجت روا کو مانتے ہیں

یہ بوئے شرک ہی ہے جنگ و اختلاف کی جڑ
تو عقلمند کب ایسی بلا کو مانتے ہیں

جواب حضرتِ سیّد کا خوب ہے اکبر
ہم ان کے قولِ درست و بجا کو مانتے ہیں

ولیکن اس نئی تہذیب کے بزرگ اکثر
خدا کو اور نہ طریقِ دعا کو مانتے ہیں

زبانی کہتے ہیں سب کچھ حقیقت یہ ہے
وہ صرف قوتِ فرماں روا کو مانتے ہیں

اُسی کا نام زباں پر ہے حیّ اور قیوم
اُسی کی قدرتِ بے انتہا کو مانتے ہیں

نہ وہ تیک رہ گئے، نہ شرر سیّد
دلِ احباب سے نکلتی ہے آہ،

ذاتِ محمود سے تسلّی تھی،
لی انھوں نے بھی آج خلد کی راہ،

بولی عبرت کہ ہوش میں آؤ،
اے حریصانِ شان و شوکت و جاہ

مِٹ گیا نقشِ احمد و محمود،
رہ گیا لا اِلٰہَ اِلّا اللہ ہو

اہلِ یورپ کے ساتھ ہوٹل میں
چکھی سیّد نے ایک دن کاری

خانساماں نے کان میں یہ کہا:
آپ تو علم سے نہیں عاری

پڑھیے کوئی دعائے اکلِ طعام
دین سے بھی رہے وفاداری

تب یہ اشعار حضرتِ سعدی،
ہوئے ان کی زبان پر جاری

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب
گبر و ترسا وظیفہ خورداری

دوستاں را کجا کنی محروم

تذکرہ ۱، ۷، ش ۱۰، ۱۱، نظر، ۱۰، ۱۹۱۴ء

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

خدا علی گڈھ کے مدرسے کو تمام امراض سے شفا دے

بھرے ہوئے ہیں رئیس زادے، امیر زادے، شریف زادے
لطیف و خوش وضع چست و چالاک، صاف و پاکیزہ، شاد و خرم
طبیعتوں میں ہے ان کی جودت، دلوں میں ان کے ہیں نیک ارادے
کمال محنت سے پڑھ رہے ہیں، کمال غیرت سے بڑھ رہے ہیں
سوار مشرق کی راہ میں ہیں تو مغربی راہ میں پیادے
ہر ایک ان میں کا ہے بیشک ایسا کہ آپ اسے چاہتے ہیں جیسا
دکھائے محفل میں قدِ رعنا، جو آپ آئیں تو سر جھکا دے

فقیر مانگے تو صاف کہدیں کہ تو ہے مضبوط جا کما کھا،
قبول فرمائیں آپ دعوت تو اپنا سرمایہ کل کھلا دیں۔
بتوں سے ان کو نہیں لگاوٹ، مسوں کی لیتے نہیں وہ آہٹ
تمام قوت ہے صرف خواندن نظر کے بھولے ہیں دل کے سادے
نظر بھی آئی جو زلفِ پیچاں تو سمجھیں یہ کوئی پالیسی ہے،
الیکٹرک لائٹ اس کو سمجھیں برق وش کوئی مسکرا دے
نکلتے ہیں کر کے غول بندی بنامِ تہذیب دردمندی
یہ کہہ کے لیتے ہیں سب سے چندہ ہمیں جو دو تم تمھیں خدا دے
انھیں اسی بات پر یقیں ہے کہ بس یہی اصلِ کار دیں ہے
اسی سے ہوگا فروغِ قومی اسی سے چمکیں گے باپ دادے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

مکانِ کالج کے سب مکیں ہیں ابھی انہیں تجربے نہیں ہیں،
خبر نہیں ہے کہ آگے چل کر ہے کیسی منزل، ہیں کیسے جادے
دلوں میں ان کے ہے نورِ ایماں، قوی نہیں ہے مگر نگہباں
ہوائے منطق، ادائے طفلی، یہ شمع ایسا نہ ہو بجھا دے
فریب دے کر نکالے مطلب، سکھائے تحقیرِ دین و مذہب
مٹا دے آخر کو وضعِ ملّت، نمودِ ذاتی کو گو بڑھا دے
یہی بس اکبر کی التجا ہے، جنابِ باری میں یہ دعا ہے،
علومِ حکمت کا درس ان کو پروفیسر دیں، سمجھ خدا دے

بلبل ہیں آج ہم چمنستانِ کمپ کے — پروانے کل بنیں گے کلیسا کے لیمپ کے
فکرِ بہشت و کوثر و تسنیم، ہو چکی، — اب پارک کا خیال ہے چرچے ہیں پمپ کے
رکھتے تھے جو بزرگ قدم پھونک پھونک کے — خوگر ہوئے لیمپ کے اسکپ کے جمپ کے

نہ نماز ہے نہ روزہ، نہ زکوٰۃ ہے نہ حج ہے — تو خوشی پھر اس کی کیا ہے کوئی جنٹ کوئی جج ہے
جو خیال ہیں نرالے تو مذاق ہیں انوکھے — نہ وہ وضع قوم کی ہے نہ وہ شان ہے نہ دھج ہے
کوئی ان میں ہے جو ایسا کہ جو دون کی ہے لیتا — جو اسے بھی چھیڑ دیکھا تو وہ کمتر از کھرج ہے
جو کرائے سیر لندن ہیں اسیرِ کبر و فیشن — جو نہیں گئے ہیں بن ٹھن انھیں اینڈ ہے گرج ہے
نہیں کوئی صاف سینہ بہم ان میں بھی ہے کینہ — یہ انھیں کہیں کمینہ وہ انھیں کہیں ایج ہے
کہیں میم کا ہے پھندہ، کوئی دخترِ رز کا بندہ — ہے پھر اس پہ ناز و خندہ کہ دل اس میں کیا حرج ہے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

دریا کی روانی!

وہ سودی سخنگوئے شیریں مقال
جوانگریزی شاعر ایک بے مثال

بفرمائشِ دخترِ باتمیز،
کہ رکھتا تھا جس کو وہ دل سے عزیز

لکھی اُس نے ہو نظم اِک لاجواب:
دکھائی ہے شکلِ روانیٔ آب

جو بہتا ہے پانی میانِ لو ڈور،
اُسی کا دکھایا ہے شاعر نے زور

مناسب جو انگلش مصادر ملے،
مقفّیٰ کیئے ان کے سب سلسلے:

یہ جمعیت افعال کی خوب کی
کہ درسی بھی ہے اور دلچسپ بھی

یہ اصرار کرتے ہیں بھائی حسن
کہ میں بھی ہوں اِس بحر میں غوطہ زن

دکھاؤں روانیٔ دریائے فکر
کہ گوہر شناسوں میں ہو جس کا ذکر

عجب ہے نہیں ان کی اس پر نظر؛
کجا میں، کجا سودیٔ نامور

سوا اِس کے ہیں اور بھی مشکلیں
نہیں سہل اس راہ کی منزلیں

مرے پاس سرمایہ کافی نہیں،
وہ مصدر نہیں وہ قوافی نہیں!

زباں میں نہ وسعت نہ ویسا مذاق
اِدھر تو ہے کچھ اور ہی طمطراق

اگر ترجمہ ہو تو مطلب ہو خبط،
معانی میں پیدا نہ ہو ربط ضبط،

مواقع یہ ہیں جن سے ڈرتا ہوں میں،
مگر خیر کچھ فکر کرتا ہوں میں،

جو تھیں دقتیں کہہ چکا بر ملا،
غرض دیکھیے اب یہ پانی چلا،

اچھلتا ہوا اور ابلتا ہوا
اکڑتا ہوا اور مچلتا ہوا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

یہ بنتا ہوا اور وہ تنتا ہوا
روانی میں اِک شور کرتا ہوا
پہاڑوں کے روزن زمیں کے مسام
اِدھر پھولتا اور پچکتا اُدھر
پہاڑوں پہ سر کو پٹکتا ہوا
وہ پہلوئے ساحل دباتا ہوا
بھٹکتا ہوا غل مچاتا ہوا
وہ گاتا ہوا اور بجاتا ہوا
اِدھر جھومتا اور مٹکتا ہوا
بپھرتا ہوا جوش کھاتا ہوا
وہ اونچے سُروں میں تموج کا راگ
سُدھرتا ہوا اور سنبھلتا ہوا
اِدھر گونجا گنگناتا ہوا
لپٹتا ہوا اور چمٹتا ہوا
سماتا ہوا اور پلٹتا ہوا
یہ گھٹتا ہوا اور وہ بڑھتا ہوا
یہ ہٹتا ہوا اور وہ بچھتا ہوا
پھسلتا ہوا ڈگمگاتا ہوا
وہ روئے زمیں کو چھپاتا ہوا

ٹپکتا ہوا اور چھنتا ہوا،
رکاوٹ میں اک زور کرتا ہوا
یہ ہے کر رہا ہر طرف اپنا کام
رُخ اِس سمت کرتا کھسکتا اُدھر
چٹانوں پہ دامن جھٹکتا ہوا
یہ سبزہ پہ چادر بچھاتا ہوا
وہ جل تھل کا عالم رچاتا ہوا
یہ لہروں کو پیہم نچاتا ہوا
اِدھر گھومتا اور اُمکتا ہوا
بگڑ کر وہ کف منہ پہ لاتا ہوا
وہ خود جوش میں آکے لاتا یہ جھاگ
تھرکتا ہوا رقص کرتا ہوا
اُدھر خود بخود بھنبھناتا ہوا
یہ پھٹتا ہوا وہ سمٹتا ہوا
سرکتا ہوا اور ملتا ہوا
اترتا ہوا اور چڑھتا ہوا
دباتا ہوا اور لپٹتا ہوا
لچکتا ہوا لڑکھڑاتا ہوا
وہ خاکی کو سیمیں بناتا ہوا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

گل و خار یکساں سمجھتا ہوا
ہر اک سے برابر الجھتا ہوا

بہاتا ہوا اور بہتا ہوا
ہوا کے طمانچوں کو سہتا ہوا

لرزتا ہوا، تلملاتا ہوا کبھی
بلکتا ہوا، بلبلاتا ہوا

بلندی سے گرتا، گراتا ہوا
نشیبوں سے پھرتا پھراتا ہوا

اچکتا ہوا اور اڑتا ہوا
اٹکتا ہوا اور مڑتا ہوا

وہ کھیتوں میں راہیں کترتا ہوا
زمینوں کو شاداب کرتا ہوا

یہ تھالوں کی گودوں کو بھرتا ہوا
وہ دھرتی پہ احسان دھرتا ہوا

یہ پھولوں کے گجرے بھاتا ہوا
وہ چکر میں بجرے پھنساتا ہوا

لپکتا ہوا، دندناتا ہوا
اُمنڈتا ہوا سنسناتا ہوا

چمکتا ہوا اور جھلکتا ہوا
سنبھلتا ہوا اور چھلکتا ہوا

ہواؤں سے موجیں لڑاتا ہوا
حبابوں کی فوجیں بڑھاتا ہوا

تڑپتا ہوا جگمگاتا ہوا
شعاعوں کا جوبن دکھاتا ہوا

یوں ہی الغرض ہے یہ پانی رواں
بس اب دیکھ لیں شاعرِ نکتہ داں

وہ سودے کا سیلابِ آبِ لوڈور
یہ بحرِ خیالاتِ اکبر کا زور

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

جلوۂ دربارِ دہلی

سر میں شوق کا سودا دیکھا
دہلی کو ہم نے بھی جا دیکھا
جو کچھ دیکھا، اچھا دیکھا
کیا بتلائیں کیا کیا دیکھا

نظم ہے مجھ کو بادۂ صافی
شغل یہی ہے دل کو کافی
مانگتا ہوں یاروں سے معافی
خیر اب دیکھئے لطف قوافی،
جمنا جی کے پاٹ کو دیکھا
اچھے، ستھرے گھاٹ کو دیکھا
سب سے اونچے لاٹ کو دیکھا
حضرت ڈیوک کناٹ کو دیکھا

پلٹن اور رسالے دیکھے،
گورے دیکھے، کالے دیکھے
سنگینیں اور بھالے دیکھے
بینڈ بجانے والے دیکھے

خیموں کا اک جنگل دیکھا،
اس جنگل میں منگل دیکھا،
برمھا اور دورنگل دیکھا
عزت خواہوں کا دنگل دیکھا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

سڑکیں تھیں ہر کیمپ سے جاری
پانی تھا ہر پمپ سے جاری
نور کی موجیں لیمپ سے جاری
تیزی تھی ہر جمپ سے جاری

کچھ چہروں پہ مردی دیکھی
کچھ چہروں پہ زردی دیکھی
اچھی خاصی سردی دیکھی
دل نے جو حالت کردی دیکھی

ڈالی میں نارنگی دیکھی،
محفل میں سارنگی دیکھی
بے رنگی بارنگی دیکھی،
دہر کی رنگا رنگی دیکھی!

اچھے اچھوں کو بھٹکا دیکھا
بھیڑ میں کھاتے جھٹکا دیکھا
منہ کو اگرچہ لٹکا دیکھا
دل دربار سے اٹکا دیکھا

ہاتھی دیکھے بھاری بھرکم
ان کا چلنا کم کم، تھم تھم
زرّیں جھولیں نور کا عالم
میلوں تک وہ چم چم چم چم

پرتھا پہلوئے مسجدِ جامع
روشنیاں تھیں ہر سو لامع
کوئی نہیں تھا کسی کا سامع
سب کے سب تھے دید کے طامع

سُرخی سڑک پر کٹتی دیکھی
سانس بھی بھیڑ میں گھٹتی دیکھی

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

آتش بازی چھٹتی دیکھی — لطف کی دولت لٹتی دیکھی

چوکی ایک چہ لگّی دیکھی — خوب ہی چکّھی بچھّی دیکھی،
ہر سو نعمت رکھّی دیکھی۔ — شہد اور دودھ کی کٹّھی دیکھی

ایک کا حصّہ من و سلوا — ایک کا حصّہ تھوڑا حلوا
ایک کا حِصّہ بھیڑ اور بلوا — میرا حِصّہ دور کا جلوا

اوج برٹش راج کا دیکھا — پرتو تخت و تاج کا دیکھا
رنگِ زمانہ آج کا دیکھا — رُخ کرزن مہراج کا دیکھا

پہنچے پھاند کے سات سمندر — تخت میں ان کے بیسیوں بندر
حکمت و دانش ان کے اندر — اپنی جگہ پر ہر ایک سکندر

اوج بخت ملاقی اُن کا ، — چرخ ہفت طباقی اُن کا
محفل ان کی ساقی ان کا — آنکھیں میری باقی ان کا

ہم تو اُن کے خیر طلب ہیں — ہم کیا ایسے ہی سب کے سب ہیں
ان کے راج کے عمدہ ڈھب ہیں — سب سامانِ عیش و طرب ہیں

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اگزیبیشن کی شان انوکھی ، ہر شے عمدہ ہر شے چوکھی ،
اقلیدس کی ناپی جوکھی ، من بھر سونے کی لاگت سوکھی

جشن عظیم اس سال ہوا ہے شاہی فورٹ میں بال ہوا ہے
روشن ہر اک ہال ہوا ہے قصۂ ماضی حال ہوا ہے

ہے مشہور کوچہ و برزن ، ہال میں ناچیں لیڈی کرزن
طائرِ ہوش تھے سب کے برزن رشک سے دیکھ رہی تھی ہر زن

ہال میں آ کے چمکیں یکا یک زرّیں تھی پوشاک جھکا جھک
محو تھا اُن کا اوج سماتک چرخ پہ زہرہ اُن کی تھی گاہک

گو رقاصۂ اوج فلک تھی ، اُس میں کہاں یہ نوک پلک تھی ،
اندر کی محفل کی جھلک تھی بزمِ عشرت صبح تلک تھی

کی ہے یہ بندش ذہنِ رسا نے ، کوئی مانے خواہ نہ مانے
سُنتے ہیں ہم تو یہ افسانے جس نے دیکھا ہو وہ جانے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

پیرو مرشد نے کیا قوم میں بچپن پیدا
وہ نہ سمجھے تھے کہ ہو جائے گا جوبن پیدا

وہ تو پیدا نہ ہوا ہاتھ سے لڑکوں کے مگر
ہو چلے دین کی دیوار میں روزن پیدا

پستیٔ قوم کے جب آگئے دن اے اکبر،
اونچے درجہ میں ہوئے عقل کے دشمن پیدا

دین کیا چیز ہے شیرازۂ قومی ہے فقط
جس سے ملت کی ہو اک صورتِ احسن پیدا

آج ہوتا نہیں اس کا ضرر ان کو محسوس،
ہو رہے ہیں ابھی کچھ لالۂ و سوسن پیدا

بالیقیں آئے گا اس باغ پہ ایسا اک وقت
کر چلیں گی روشِ نشتر و سوزن پیدا

صورتِ برگِ خزاں دیدہ پھریں گے اڑتے
نہ بہار آئے گی پھر ہوگا نہ گلشن پیدا

باپ کے خون سے ہوگی جو حمیت زائل
ہوں گے اطفال بھی بے غیرت و کودن پیدا

کاہ کی طرح سے اڑ جائیں گے دینی اعمال
اختلافات کے ہو جائیں گے خرمن پیدا

ظلمتِ جہل سے گھر جائیں گے دل کے اطراف
سینوں میں ہو نہ سکیں گے دلِ روشن پیدا

کون کہتا ہے کہ انگلش کا نہ ہو دل سے مطیع
کون کہتا ہے نہ کر الفتِ دلسن پیدا

کون کہتا ہے تکلف سے نہ کر زیست بسر
کون کہتا ہے نہ کر وضع میں جوبن پیدا

کون کہتا ہے کہ تو علم نہ پڑھ عقل نہ سیکھ
کون کہتا ہے نہ کر حسرتِ لندن پیدا

بس یہ کہتا ہوں کہ ملت کے تو معنی کو نہ بھول،
راہ قومی کا تو خود ہی نہ ہو رہزن پیدا

قوم قوم آٹھ پہر سنتے ہیں ہم قوم کہاں
تار باقی نہیں تو کرتا ہے دامن پیدا

مذہبی شاخ فقط ہے تری قومی ہستی،
یہ جو ٹوٹی، تو نہیں کوئی نشیمن پیدا

کچھ گھروندا نہیں نیشن کا بنا لیں لڑکے
فطرتی طور پہ خود ہوتی ہے نیشن پیدا

سیلف رسپکٹ کا پھر یاد رہے گا نہ سبق
پھر نہیں ہونے کی یہ بحث تو من پیدا

بزمِ تہذیب سے ہو جائیں گے قطعاً خارج
جس ہی باقی نہ رہے گا کہ ہو شیون پیدا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

سید سے آج حضرتِ واعظ نے یہ کہا — چرچا ہے جا بجا ترے حالِ تباہ کا
سمجھا ہے تو نے نیچر و تدبیر کو خدا — دل میں ذرا اثر نہ رہا لاالٰہ کا
ہر تجھ سے ترک، صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج — کچھ ڈر نہیں جناب رسالت پناہ کا
شیطان نے دکھا کے جمالِ عروسِ دہر — بندہ بنا دیا ہے تجھے حُبِّ جاہ کا
اُس نے دیا جواب کہ مذہب ہو یا رواج — راحت میں جو مخل ہو وہ کانٹا ہے راہ کا
افسوس ہے کہ آپ ہیں دنیا سے بے خبر — کیا جانیے جو رنگ ہے شام و پگاہ کا
یورپ کا پیش آئے اگر آپ کو سفر، — گزرے نظر سے حال رعایا و شاہ کا
وہ آب و تابِ شوکتِ ایوانِ خسروی — وہ محکموں کی شان وہ جلوہ سپاہ کا
آئے نظر علومِ جدیدہ کی روشنی، — جس سے خجل ہو نورِ رُخِ مہر و ماہ کا
دعوت کسی امیر کے گھر میں ہو آپ کی، — کمسن مسوں سے ذکر ہو الفت کا چاہ کا
نوخیز، دل فریب، گل اندام، نازنیں — عارض پہ جن کے بار ہو دامن نگاہ کا
رُکنے اگر تو ہنس کے کہے اک بتِ حسیں — 'دل مولوی' یہ بات نہیں ہے گناہ کا
اس وقت قبلہ جُھک کے کروں آپ کو سلام — پھر نام بھی حضور جو لیں خانقاہ کا
پتلون و کوٹ و بنگلہ و بسکٹ کی دُھن بندھے — سودا جناب کو بھی چھٹے ترکی کلاہ کا

ممبر پہ یوں تو بیٹھ کے گوشہ میں اے جناب
سب جانتے ہیں وعظ ثواب و گناہ کا

رات اُس مس سے کلیسا میں ہوا جو دوچار — ہائے وہ حسن وہ شوخی وہ نزاکت وہ اُبھار
زلفِ پیچاں میں وہ سج دھج کہ بلائیں بھی مرید — قدِ رعنا میں وہ چم خم کہ قیامت بھی شہید

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

آنکھیں وہ فتنۂ دوراں کہ گنہ گار کریں ۔۔۔ گال وہ صبحِ درخشاں کہ ملک پیار کریں
گرم تقریر جسے سُننے کو شعلے لپکے ۔۔۔ دلکش آواز کہ سن کر جسے بلبل جھپکے!
دلکشی چال میں ایسی کہ ستارے رُک جائیں ۔۔۔ سرکشی ناز میں ایسی کہ گورنر جھک جائیں
آتشِ حسن سے تقوے کو جلانے والی ۔۔۔ بجلیاں لطفِ تبسم سے گرانے والی
پہلوئے حسنِ بیاں شوخئ تقریر میں غرق ۔۔۔ ٹرکی ومصر وفلسطین کے حالات میں برق
پس گیا، لوٹ گیا، دل میں سکت ہی نہ رہی ۔۔۔ سُر تھے تمکین کے جس گت میں وہ گت ہی نہ رہی
ضبط کے عزم کا اس وقت اثر کچھ نہ ہوا ۔۔۔ یا حفیظؔ کا کیا وِرد، مگر کچھ نہ ہوا
عرض کی میں نے کہ اے گلشنِ فطرت کی بہار ۔۔۔ دولت و عزّت و ایماں تری قدموں پہ نثار
تو اگر عہدِ وفا باندھ کے میری ہو جائے ۔۔۔ ساری دنیا سے مرے قلب کو سیری ہو جائے
شوق کے جوش میں، میں نے جو زباں یوں کھولی ۔۔۔ ناز و انداز سے تیوری کو چڑھا کر بولی!
غیر ممکن ہے مجھے اُنس مسلمانوں سے ۔۔۔ بوئے خوں آتی ہے اس قوم کے افسانوں سے
لن ترانی کی یہ لیتے ہیں نمازی بن کر، ۔۔۔ حملے سرحد پہ کیا کرتے ہیں غازی بن کر
کوئی بنتا ہے جو مہدی تو بگڑ جاتے ہیں ۔۔۔ آگ میں کودتے ہیں توپ سے لڑ جاتے ہیں
گل کھلائے کوئی میداں میں تو اِترا جائیں ۔۔۔ پائیں سامانِ اقامت تو قیامت ڈھائیں
مطمئن ہو کوئی کیوں کر کہ یہ ہیں نیک نہاد ۔۔۔ ہے ہنوز اُن کی رگوں میں اثرِ حکمِ جہاد
دشمنِ صبر کی نظروں میں لگاوٹ پائی، ۔۔۔ کامیابی کی دلِ زار نے آہٹ پائی
عرض کی میں نے کہ اے لذّتِ جاں، راحتِ روح ۔۔۔ اب زمانہ پہ نہیں ہے اثرِ آدم و نوح!
شجرِ طور کا اس باغ میں پودا ہی نہیں، ۔۔۔ گیسوئے حور کا اس دور میں سودا ہی نہیں
اب کہاں ذہن میں باقی ہیں براق و رفرف ۔۔۔ ٹکٹکی بندھ گئی ہے قوم کی انجن کی طرف

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ہم میں باقی نہیں اب خالدِ جاں باز کا رنگ
دل پہ غالب ہے فقط حیدرِ کرار کا رنگ

یاں نہ وہ نعرۂ تکبیر نہ وہ جوشِ سپاہ،
سب کے سب آپ ہی پر پڑھتے ہیں سبحان اللہ

جوہرِ تیغِ مجاہد تری ابرو پہ نثار،
نورِ ایماں کا ترے آئینہ رو پہ نثار

اُٹھ گئی صفحۂ خاطر سے وہ بحثِ بد و نیک
دو دِلے ہو رہے ہیں کہتے ہیں اللہ کو ایک

موجِ کوثر کی کہاں اب ہے مرے باغ کے گرد
میں تو تہذیب میں ہوں پیرِ مغاں کا شاگرد

مجھ پہ کچھ وجہِ عتاب آپ کو اے جان نہیں
نام ہی نام ہے ورنہ میں مسلمان نہیں

جب کہا صاف یہ میں نے کہ جو ہو صاحبِ منہم
تو نکالو دلِ نازک سے یہ شبہ یہ وہم

میرے اِسلام کو اک قصۂ ماضی سمجھو
ہنس کے بولی کہ تو پھر مجھ کو بھی راضی سمجھو

چاہا جو میں نے ان سے طریقِ عمل پہ وعظ
بولے کہ نظمِ ذیل کو اِرقام کیجیے

پیدا ہوئے ہیں ہند میں اس عہد میں جو آپ
خالق کا شکر کیجیے آرام کیجیے

بے انتہا مفید ہیں یہ مغربی علوم
تحصیل ان کی بھی سحر و شام کیجیے

یورپ میں پھریے پیرس و لندن کو دیکھیے
تحقیقِ ملکِ شغر و شام کیجیے

ہو جائیے طریقۂ مغرب پہ مطمئن،
خاطر سے محو خطرۂ انجام کیجیے

پیرانِ بے فروغ کا گُل ہو چکا چراغ
ناحق نہ دل کو تابعِ اوہام کیجیے

رکھیے نہ دل کو دیر و کلیسا سے منحرف
متروک قیدِ جامۂ احرام کیجیے

افکارِ کفر و فسق کو بس بھول جائیے
ہر ملّت و طریق کا اکرام کیجیے

رہیے جہاں میں وسعتِ مشرب میں نیکنام
مجھ کو مرید، ہندوؤں کو رام کیجیے

رکھیے نمود و شہرت و اعزاز پر نظر،
دولت کو صرف کیجیے اور نام کیجیے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

سامان جمع کیجئے، کوٹھی بنائیے، باصد خلوص دعوتِ حکام کیجئے!
آرائشوں سے گھر کو مہذب بنائیے تزئینِ طاق و سقف و در و بام کیجئے
یارانِ ہم مذاق سے ہم بزم ہو جیے، موقع ملے تو شغلِ مے و جام کیجئے
چشم و لبِ بتاں سے بھی غافل نہ ہو جیے تکمیلِ شوق پستہ و بادام کیجئے
نظارۂ مساں سے تر و تازہ رکھئے آنکھ تفریح پارک میں سحر و شام کیجئے
مذہب کا نام لیجئے عامل نہ ہو جیے جو متفق نہ ہو اُسے بدنام کیجئے!
طرزِ قدیم پر جو نظر آئیں مولوی پبلک میں ان کو موردِ الزام کیجئے
زنجیرِ فقہ توڑیئے کہہ کر خلافِ شرع مضمون لکھئے دعویِ الہام کیجئے
ممنوع ہے تعدّدِ ازواج خاص کر یوں گھوم پھر کے تنقیۂ عام کیجئے
قومی ترقیوں کے مشاغل بھی ہیں ضرور اِس مد میں بھی ضرور کوئی کام کیجئے
لڑکے نہ ہوں تو ہو نہیں سکتی چہل پہل، فکریں پئے وظیفۂ و انعام کیجئے
تحصیلِ چندہ کیجئے لڑکوں کو بھیج کر سارا علاقہ ہند کا اب خام کیجئے
بے رونقی سے کاٹیے کیوں اپنی عمر کو کیوں اِنتظارِ گردشِ ایام کیجئے
جو چاہیئے وہ کیجئے، بس یہ ضرور ہے ہر انجمن میں دعویِ اسلام کیجئے

لیکن نہ پڑیں جو یہ باتیں حضور سے
مُردوں کے ساتھ قبر میں آرام کیجئے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کرزن سبھا

سبھا میں دوستو کرزن کی آمد آمد ہے
گلوں میں غیرتِ گلشن کی آمد آمد ہے

رئیس و راجہ و نواب منتظر ہیں بہ شوق
کہ نائبِ شہِ لندن کی آمد آمد ہے

وہ ہو کے آتے ہیں قائم مقامِ قیصرِ ہند
ستاروں میں مہِ روشن کی آمد آمد ہے

ہیں اُن کے ساتھ میں اتنے اکابرِ یورپ
کہ گویا دہلی میں لندن کی آمد آمد ہے

غرض یہ ہے کہ ہو تکمیلِ زینت و رونق،
ہر ایک علم کی ہر فن کی آمد آمد ہے

کمر بندھی نظر آتی ہے آب و آتش کی،
اِدھر سے نل، اُدھر انجن کی آمد آمد ہے

دکھا رہے ہیں ہنرمند خوابِ مقناطیس
دلوں میں حالتِ روشن کی آمد آمد ہے

اُمنڈ رہی ہے ہر اک سمت سے فراوانی
ہر ایک جنس کے خرمن کی آمد آمد ہے

ورودِ فوج سے ہے زرق برق کا عالم
جدھر کو دیکھیے پلٹن کی آمد آمد ہے

چمک ہے کرچوں کی ہر سو گرج ہے توپوں کی
چھما چھم اور دنادن کی آمد آمد ہے

چہل پہل ہے امنگیں ہیں، جوشِ مستی ہے
بہارِ عیش پہ جوبن کی آمد آمد ہے

جو پیر ہیں انھیں ہیں ولولے جوانی کے
جوان ہیں تو لڑکپن کی آمد آمد ہے

تمام مذہب و ملت میں ہے کشش پیدا
مغان و شیخ و برہمن کی آمد آمد ہے

گرہ میں زر نہیں اور ہے ٹیم ٹام لازم و فرض
اسی سبب سے مہاجن کی آمد آمد ہے

اُبھارے رکھتا ہے اکبر کے دل کو فیضِ سخن
اگرچہ پیری و پنشن کی آمد آمد ہے!

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

مخمّس

بکری کو ساگ پات کا سودا نہیں رہا　　بنگالیوں کو بھات کا سودا نہیں رہا
چوروں کو اپنی گھات کا سودا نہیں رہا　　اور شاطروں کو مات کا سودا نہیں رہا
اُلجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک

بنیوں کو اخذ سود کی فرصت نہیں رہی،　　سمنہم کو ذاتِ وجود کی فرصت نہیں رہی
لڑکوں کو کھیل کود کی فرصت نہیں رہی،　　کو دن غتر بود کی فرصت نہیں رہی
اُلجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک

گاہک کو مول بھاؤ کی پروا نہیں رہی　　مانجھی کو اپنی ناؤ کی پروا نہیں رہی!
دل کو کہیں لگاؤ کی پروا نہیں رہی　　چوہوں کو نان پاؤ کی پروا نہیں رہی
اُلجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک

بچّے فراغِ طبع سے اب کھیلتے نہیں،　　اُبھرے ہوئے جوان بھی ڈنڈ پیلتے نہیں
عشاق رنجِ ہجرِ بتاں جھیلتے نہیں،　　پاپر فروش پاپڑوں کو بیلتے نہیں!
اُلجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک

لیتا ہے کون گرمیٔ دل سے خدا کا نام　　اب کون دھیان باندھ کے کرتا ہے رام رام
مذہب کو دور ہی سے کیا جاتا ہے سلام　　کوٹھی کو ہے فروغ نہ رونق پہ ہے گودام
اُلجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک

کم ہو گیا ہے لوگوں میں آپس کا میل جول،　　وہ ٹولیاں نظر نہیں آتیں نہ اب وہ غول

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

تاشے نہ شادیانے کے بجتے کہیں ڈھول
مخبوط، بدحواس، پریشان، گول مول
اُلجھا ہوا ہے، چندہ و اسکول میں ہر ایک

اسکول ہی میں علم ہے جس سے کہ ہے شرف
لڑکا نہ سیکھے علم تو کہتے ہیں ناخلف
لیکن کچھ اور دھندے بھی ہیں پیش صف بہ صف
یہ کیا کہ ساری قوم ہی جھک جائے اک طرف
اُلجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک

پنڈت پرا جما کے بنارس پہ آرہے،
مرکٹ کے شیخ شہر بھی، نو، تیس تیرہ آرہے
حالی غزل کو چھوڑ مسدس پہ آرہے
ہم فرد تھے سو ہم بھی مخمس پہ آرہے
اُلجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک

کونسل میں نکتہ چینیوں کی ٹولی بہت پٹی،
اچھا ہوا! سنبھل گئی اب یونیورسٹی
بیکار کالجوں سے بھرے گا نہ ہر ستی
اِس بل سے یہ شکایت احباب بھی مٹی
اُلجھا ہوا ہے چندہ و اسکول میں ہر ایک

●

تعجب سے کہنے لگے بابو صاحب،
گورنمنٹ سید پہ کیوں مہرباں ہے
اسے کیوں ہوئی اس قدر کامیابی!
کہ ہر بزم میں بس یہی داستاں ہے
کبھی لاٹ صاحب ہیں مہمان اس کے
کبھی لاٹ صاحب کا وہ میہماں ہے
نہیں ہے ہمارے برابر وہ ہر گز،
دیا ہم نے ہر صیغہ کا امتحاں ہے
وہ انگریزی سے کچھ بھی واقف نہیں ہے،
یہاں جتنی انگلش ہے سب بر زباں ہے
کہا ہنس کے اکبر نے، اے بابو صاحب
سنو مجھ سے جو رمز اِس میں نہاں ہے
نہیں ہے تمھیں کچھ بھی سید سے نسبت
تم انگریزی داں ہو، وہ انگریز داں ہے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ہوائے الحاد رنگِ ملّت کو ہر روش پر بدل رہی ہے،
جو بات بگڑی ہے وہ کیوں کر جو چل گئی ہو وہ چل رہی ہے

ہمیں نے دَر اس پہ کھولا، کیا اسے چپ جو کوئی بولا،
ہمیں ہو خود اب تردد اس کا طبیعت اب ہاتھ مل رہی ہے

نہ عاقبت کا کسی کو ڈر ہے، نہ عزّتِ قوم پر نظر ہے،
سروں میں سودا سما رہا ہے، دلوں سے غیرت نکل رہی ہے

جو پیشوا خود ہوں رند مشرب تو کیا جمے رنگِ وعظِ مذہب
قلوب شیطاں کے متبع ہیں، زبان قرآن پہ چل رہی ہے

کرسچین باخبر ہیں ہر جا نہیں ہے، چرچوں میں اِس کا چرچا
ہمیں نے سمجھا ہے مہد اس کو، اسی میں اب نسل پل رہی ہے

جو قوم ہمسایہ ہے ہماری نہیں ہے اس پر بلا یہ طاری
ہم اپنی ہستی میں گر رہے ہیں وہ ہوش میں سنبھل رہی ہے

ہم اپنی صورت بگاڑتے ہیں بنا رہے ہیں وہ اپنے گھر کو،
ہم اپنا نقشہ مٹا رہے ہیں وہ اپنے سانچے میں ڈھل رہی ہے

خدا کی ساعت ہیں یاں کی صدیاں چھپی نہیں ہیں ہماری بدیاں
بلائیں آئیں اور آ رہی ہیں کوئی گھڑی ہو کہ ٹل رہی ہے

زبانِ اکبر میں کب یہ قدرت کہ کہہ سکے رازِ سوزِ حسرت
وہ شمع اس کو بیاں کرے گی جو گورِ سید پہ جل رہی ہے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

زبانِ سنسکرت اِس وقت پنڈت جی سے کہتی ہے،
کہ اچھا ہے مری الفت تمھارے دل میں رہتی ہے
میں خوش ہوں گی بلاشک، تم اگر مجھ کو جلاؤ گے
مگر وہسکی پلاؤ گے کہ گنگا جل پلاؤ گے
جیوں گی میں کہ پھر تم کو ملاؤں دیوتاؤں سے
بچاؤ گے مجھی کو یا کہ دنیا کی بلاؤں سے
اگر شوق عبادت ہے تو میں موجود ہوں اب بھی
اگر دنیا کا سودا ہے تو میں کب اِس سے راضی تھی

ڈیپوٹیشن کی سرسبزی جو دیکھی اس نے شملے میں
برہمن نے کہا یہ شاخ بید اور ایسے گملے میں
کہا مہدی نے بھائی تم کو کیوں اِس درجہ حیرت ہے،
تمھارے واسطے یہ کیا محلِ رشک و غیرت ہے
تعجب کیا ہے ہم اُس بت کے پہلو میں جو لیٹے ہیں،
حرم کے محترم کیا دیر کے خادم سے ہیٹے ہیں
برہمن نے کہا بس آپ کی باتیں ہی باتیں ہیں،
ابھی یہ وصل کی راتیں نہیں ہیں اُن کی گھاتیں ہیں
کہا مہدی نے ہم کو تو مزے سے اپنے مطلب ہے
نسبت ہو نہ ہو ان کو، امید اِس کی یہاں کب ہے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

برہمن نے کہا ایسا مزا اعضا کا ضعف سے ہے
کہا مہدی نے ہاں اس بات سے بندہ بھی واقف ہے

ہماری باتیں ہی باتیں ہیں سید کام کرتا تھا
نہ بھولو فرق جو ہے کہنے والے کرنے والے میں
کہے جو چاہے کوئی میں تو یہ کہتا ہوں اے اکبر
خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

لندن کو چھوڑ لڑکے اب منہ کی خبر لے
بنتی رہیں گی باتیں آباد گھر تو کر لے
راہ اپنی اب بدل دے، بس پاس کر کے چل دے
اپنے وطن کا رخ کر اور رخصتِ سفر لے
انگلش کی کر کے کاپی دنیا کی راہ ناپی
دینی ترقی میں بھی اپنے قدم کو ڈر لے
نیچر پکارتا ہے، ہے اصل نسل تیری
کہتی ہے کہ ہسٹری بھی بس جا اور اپنے گھر لے
واپس نہیں جو آتا کیا منتظر ہے اس کا
ماں خستہ حال ہو لے بیچارہ باپ مر لے
مغرب کے مرشدوں سے تو پڑھ چکا بہت کچھ
پیرانِ مشرقی سے اب فیض کی نظر لے
بس بچی ہوں اک سخنور، آ، سن کلامِ اکبر
ان موتیوں سے آکر دامن کو اپنے بھر لے

مشرقی گھر کی محبت کا مزا بھول گئے
کھا کے لندن کی ہوا عہدِ وفا بھول گئے
پہنچے ہوٹل میں تو پھر عید کی پروا نہ رہی
کیک کو چکھ کے سویّوں کا مزا بھول گئے
بھولے ماں باپ کو اغیار کے چرچوں میں وہاں
سایۂ کفر پڑا، نورِ خدا بھول گئے
موم کی پتلیوں پر ایسی طبیعت پگھلی
چمنِ ہند کی پریوں کی ادا بھول گئے
کیسے کیسے دلِ نازک کو دکھایا تم نے
خبرِ فیصلۂ روزِ جزا بھول گئے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

بخل ہے اہلِ وطن سے جو وفا میں تم کو ۔۔۔ کیا بزرگوں کی وہ سب جود و عطا بھول گئے

نقلِ مغرب کی ترنگ آئی تمھارے دل میں، ۔۔۔ اور یہ نکتہ مری اصل ہی کیا بھول گئے

کیا تعجب ہے جو لڑکوں نے بھلایا گھر کو، ۔۔۔ جب کہ بوڑھے روشِ دینِ خدا بھول گئے

ہند میں میں ہوں، مرا نورِ نظر لندن میں ہے ۔۔۔ سینۂ پُرغم ہے یاں لختِ جگر لندن میں ہے

دفترِ تدبیر تو کھولا گیا ہے ہند میں، ۔۔۔ فیصلہ قسمت کا اے اکبر مگر لندن میں ہے

زن، زمیں، زر تو ہے فساد کا گھر ۔۔۔ لیکن اتنا کہوں گا اے اکبر

زنِ منکوحۂ شیخ و غریب ۔۔۔ کیا عجب ہے کرے جو امن نصیب

ہو جو بس آمدِ زرِ تنخواہ، ۔۔۔ تو نہیں حاجتِ وکیل و گواہ

ہو جو تھوڑی سی باغ ہی کی زمیں ۔۔۔ تو کلکٹر کا ڈر زیادہ نہیں،

انھیں شوقِ عبادت بھی ہے اور گانے کی عادت بھی
نکلتی ہیں دعائیں ان کے منہ سے ٹھمریاں ہو کر
تعلق عاشق و معشوق کا تو لطف رکھتا تھا،
مزے اب وہ کہاں باقی رہے بی بی میاں ہو کر
نہ تھی مطلق توقع بل بنا کر پیش کر دو گے،
مری جاں لُٹ گیا میں تو تمھارا میہماں ہو کر

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

حقیقت میں، میں بلبل ہوں مگر چارے کی خواہش میں
بنا ہوں ممبرِ کونسل، یہاں ٹھومیاں ہو کر
نکالا کرتی ہے گھر سے یہ کہہ کر تو تو مجنوں ہے
ستا رکھا ہے مجھ کو ساس نے لیلیٰ کی ماں ہو کر

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ظرافت

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

واہ کیا راہ دکھائی ہے، ہمیں مرشد نے
کر دیا کعبہ کو گم اور کلیسا نہ ملا

رنگ چہرہ کا تو کالج نے بھی رکھا قائم
رنگِ باطن میں مگر باپ سے بیٹا نہ ملا

سید اُٹھے جو گزٹ لے کے تو لاکھوں لائے
شیخ قرآن دکھاتے پھرے پیسا نہ ملا

بتوں کے پہلے بندے تھے رسوں کے اب ہوئے خادم
ہمیں ہر عہد میں مشکل رہا ہے "باخدا" ہونا

طریقِ مغربی میں کیا یہی روشن ضمیری ہے
خدا کو بھول جانا اور محوِ ماسوا ہونا

کبھی لرزتا ہوں کفر سے میں، کبھی ہوں قربان بھولے پن پر
خدا کے دیتا ہوں واسطے جب، تو پوچھتا ہے وہ "بت" "خدا" کیا

پردہ توڑا آپ نے اُس بُت کو آیا کر دیا
خود پری تھی اب اُسے پریوں کا سایا کر دیا

کر گئے حضرتِ سید عقیدوں کو درست
چرخ نے رسموں کا بھی آخر صفایا کر دیا

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

جو خرد مند ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں یہ بات
خیر خواہی وہ نہیں ہے جو ہو ڈر سے پیدا

میخانہ رفارم کی چکنی زمین پر ،
واعظ کا خاندان بھی آخر پھسل گیا

کیسی نماز، حال میں ناچو جنابِ شیخ
تم کو خبر نہیں کہ زمانہ بدل گیا

یہ یاس وہ ہراس ، نہ موجد نہ اہلِ زر
اخبار میں جو چھپ گئے ارمان نکل گیا

اس میں پہ کون میرے سوا ہو فریفتہ
گاہک میں ہی ہوں ہند میں سندر کے مال کا

رکھنا پڑا ہے اس بت کافر سے میل جول
موقع نہیں ہے بحثِ حرام و حلال کا

پرانی روشنی میں اور نئی میں فرق اتنا ہے
اُسے کشتی نہیں ملتی اِسے ساحل نہیں ملتا

پہنچنا داد کو مظلوم کا مشکل ہی ہوتا ہے
کبھی قاضی نہیں ملتے کبھی قاتل نہیں ملتا

یہ حسن و عشق ہی کا کام ہے شبہ کریں کیا ہم
مزاج ان کا نہیں ملتا ہمارا دل نہیں ملتا

کتابِ دل مجھے کافی ہے اکبر درسِ حکمت کو
میں اسپنسر سے مستغنی ہوں مجھ سے بل نہیں ملتا

آفیشل اعمال نامے کی نہ ہوگی کچھ سند
حشر میں تو نامۂ اعمال دیکھا جائے گا

بچ رہے طاعون سے تو اہلِ غفلت بول اٹھے
اب تو مہلت ہے، پھر اگلے سال دیکھا جائے گا

تہہ کرو صاحب نسب نامے کو وقت آیا ہے اب
بے اثر ہوگی شرافت، مال دیکھا جائے گا

مری تقریر کا اس میں پہ کچھ قابو نہیں چلتا
جہاں بندوق چلتی ہے وہاں جادو نہیں چلتا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کمر باندھی بھی یاروں نے جو راجیو جی میں
وہ بولے تو نہیں چلتا، وہ بولے تو نہیں چلتا
کہا پیرِ طریقت نے اکڑ کر اپنی ٹم ٹم پر،
یہی منزل ہے جس میں شیخ کا ٹٹو نہیں چلتا

قتل سے پہلے ہے کلورا فارم
شکر ہے ان کی مہربانی کا

خدا کے منکر، نبی سے غافل، کہاں کے پیر اور امام صاحب
انھیں کے در پر جھکی ہے خلقت، سلام صاحب، سلام صاحب
کہاں کی پوجا، نماز کیسی، کہاں کی گنگا، کہاں کا زمزم
ڈٹا ہے ہوٹل کے در پہ ہر اک، ہمیں بھی دو ایک جام صاحب
ہزار سمجھاتے ہیں وہ سب کو کہ سب نہیں نامدار ہوتے
کرو خوشی و نیک بختی سے جا کے تم گھر کا کام صاحب
مگر نہیں مانتا ہے کوئی۔ ہر اک کی یہ التجا ہے اُن سے
مجھے بھی تم چھاپ دو کہیں پر، مرا بھی ہو جائے نام صاحب
مری تمھاری نہیں بنے گی، سدھارتا ہوں میں اے سیاسی
سلام صاحب، سلام صاحب، سلام صاحب سلام صاحب!

عزیزانِ وطن سوچیں، سول سروس سے کیا حاصل،
یگانوں میں رہو بیگانہ ہو کر اِس سے کیا حاصل

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اب اور چاہیئے ٹیٹو کے واسطے کیا بات　　یہی بہت ہے مشرف ہوئے سلام سے ہم

•

وہی پریاں ہیں اب بھی راجہ اندر کے اکھاڑے میں
مگر شہزادۂ گلفام پر شیدا نہیں ہوتیں!
یہاں کی عورتوں کو علم کی پروا نہیں بے شک،
مگر یہ شوہروں سے اپنے بے پروا نہیں ہوتیں

ہیں کلکٹر نزع میں، عملے کھڑے ہیں دم بخود　　جب خدا ہی ہو گیا حاضر، تو ناظر کیا کریں
منتیں کیں، ہاتھ جوڑے، سر قدم پر رکھ دیا　　پھر بھی ہے تیوری چڑھی ہم پر اب آخر کیا کریں

تخت کے قابض وہی، دیہیم ان کے ہاتھ میں،
ملک ان کا، رزق کی تقسیم ان کے ہاتھ میں!
ہم کو سائے پر جنوں، وہ دھوپ میں مصروف کار
مِس پہ ہے اپنی نظر اور سیم ان کے ہاتھ میں
صبر باقی ہے نہ ہم میں باہمی اعزاز ہے
سب کی ہے تذلیل اور تعظیم ان کے ہاتھ میں
شیخ کی جانب کوئی جاتا نہیں کہتے ہیں سب،
ہے فقط آب کوثر و تسنیم ان کے ہاتھ میں

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

مغربی رنگ و روش پر کیوں نہ آئیں اب قلوب
قوم ان کے ہاتھ میں تعلیم ان کے ہاتھ میں!

جج بنا کر اچھے اچھوں کا لبھا لیتے ہیں دل
ہیں نہایت خوشنما دو جیم ان کے ہاتھ میں

عوض قرآں کے اب ہے ڈارون کا ذکر یاروں میں
جہاں تھے حضرتِ آدم وہاں بندر اچھلتے ہیں

داغ اب ان کی نظر میں ہیں شرافت کے نشاں
نئی تہذیب کی دھجوں سے دُھلے جاتے ہیں!

علم نے، رسم نے، مذہب نے جو کی تھی بندشں
ٹوٹی جاتی ہے وہ سب، بند کھُلے جاتے ہیں

شیخ کو وجد میں لائی ہیں پیانو کی گتیں،
پیچ دستارِ فضیلت کے کھُلے جاتے ہیں

تمھاری پالسی کا حال کچھ کھُلتا نہیں صاحب
ہماری پالسی تو صاف ہے، ایماں فروشی کی

پہننے کو تو کپڑے ہی نہ تھے کیا بزم میں جاتے
خوشی گھر بیٹھے کرلی ہم نے جشنِ تاجپوشی کی

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

عشقِ بتاں میں اکبرِ ناداں تیری یہ حالت، توبہ توبہ
ایسے مسلّم فخرِ حرم کی دیر میں ذلّت، توبہ توبہ
دیوانوں سے شعر نہ چھنیے، سب کا خلاصہ مجھ سے سُنیے
آپ کی صورت سبحان اللہ، میری نیّت توبہ توبہ
مذہب چھوڑو، ملّت چھوڑو، صورت بدلو، عمر گنواؤ،
صرف کلرکی کی امید، اور اتنی مصیبت توبہ توبہ

سب پہ حاوی ہیں لعبتانِ فرنگ — چپ ہیں بیگم بھی، بُت ہیں رانی بھی

شیخ کی بات بگڑنے سے بھی مطلق نہ بنی — بادہ خواری پہ بھی اُس شوخ سے گاڑھی نہ چھنی
پاؤں کانپا ہی کئے خوف سے اُن کے در پہ — چست پتلون پہننے پہ بھی پنڈلی نہ تنی!

حضرتِ دل ہو گئے اس عہد میں جزوِ شکم — کیجیے عرضی نویسی، شعر خوانی ہو چکی

وہ کہتے ہیں یہ ٹھیک ہے، ہم کہتے ہیں جی ہاں،
بالفعل تو ہم اس کے سوا کچھ نہیں کرتے

مذہب کبھی سائنس کو سجدہ نہ کرے گا — انسان اُڑیں بھی تو خدا ہو نہیں سکتے
از راہِ تعلق کوئی جوڑا کرے رشتہ — انگریز تو نیٹو کے چچا ہو نہیں سکتے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ہم ہوں جو کلکٹر تو وہ ہو جائیں کمشنر،	ہم ان سے کبھی عہدہ برآ ہو نہیں سکتے

معنی کو بھلا دیتی ہے، صورت ہے تو یہ ہے	نیچر بھی سبق سیکھ لے زینت ہو تو یہ ہے
کمرے میں جو ہنستی ہوئی آئی مس رعنا	ٹیچر نے کہا علم کی آفت ہے تو یہ ہے
یہ بات تو اچھی ہے کہ الفت ہو مسوں سے	حور ان کو سمجھتے ہیں قیامت ہے تو یہ ہے
پیچیدہ مسائل کے لئے جاتے ہیں انگلینڈ،	زلفوں میں اُلجھ آتے ہیں شامت ہے تو یہ ہے
پبلک میں ذرا ہاتھ ملا لیجئے مجھ سے،	صاحب مرے ایمان کی قیمت ہے تو یہ ہے

تعجب ہے مجھے ان شاعروں کے شور و غوغا پر،
کوئی پوچھے کہ تم کو کیا جو کوئی خوبصورت ہے

قیامت کر رہی ہیں لعبتانِ مغربی اکبر،	تھیٹر کو بڑھایا ہے، اِنھیں حوروں نے جنت سے

کھل گیا مجھ پر بہت ہیں آپ میری خیر خواہ	خیر چندہ لیجئے، طومار رہنے دیجئے
ٹیمز میں ممکن نہیں نظارۂ موجِ فرات	ایسی خواہش کو سمندر پار رہنے دیجئے

خطا معاف مروں گا میں حور ہی کے لئے	مسیں بھی خوب ہیں لیکن حضور ہی کے لئے
کوئی گناہ ہو مدِ نظر، معاذ اللہ!	شراب پیتا ہوں میں بس سرور ہی کے لئے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

بخدا ہند کے پرزے بھی غضب ڈھاتے ہیں ... یہ غلط ہے کہ ولایت ہی کا مال اچھا ہے
گھر کے خط میں ہے کہ کل ہو گیا چہلم اُس کا ... پانیر لکھتا ہے بیمار کا حال اچھا ہے

سیّد کی روشنی کو اللہ رکھے قائم ، ... بتّی بہت ہے موٹی روغن بہت ہی کم ہے
کیا خوب پڑھ رہے تھے مصرعہ منت صاحب ... بھنڈار تو ہے خالی ، بھاری مگر بھرم ہے

بتِ ستم گر کی کچھ نہ پوچھو حسین بھی ہے ، ذہین بھی ہے ،
نہیں ہے دل ہی پہ صرف آفت یہاں تو خطرے میں دین بھی ہے
اگرچہ مغرب سے سازِ دل ہے ، مرید آہنگِ مشرقی ہوں .
اگر پیانو ہے انجمن میں محل خلوت میں بین بھی ہے

ہوں میں وہ رند اگر حشر میں ملزم ٹھہروں ... فیصلے کے لئے حوروں کا کمیشن بیٹھے
حضرت آپ کو ہجرت ہو مبارک اکبرؔ ... ہم تو گنگا ہی پہ اب مار کے آسن بیٹھے

پراگندہ بہت ہے دل مرا دنیا کے دھندوں سے
چھڑا دے مجھ کو یا رب نوکری کے سخت پھندوں سے
غلامانہ طریقوں پر مجھے مجبور کرتے ہیں
خدایا بے نیازی دے مجھے اِن خود پسندوں سے
مسلمانوں کی خوش حالی کی بیشک دھن ہے سیّد کو ،

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

مگر یہ کام نکلے گا نہ لکچر سے نہ چندوں سے
درستیِ تختِ عزت کی کہاں اب کیل کانٹوں سے ،
توقع شہسواری کی نہ رکھو نعل بندوں سے
گجا وہ گیسوئے مشکیں ، گجا وہ ڈھیلی اسپیچیں ،
دلِ وحشیٔ اکبر پھنس چکا ایسی کمندوں سے

سدھاریں شیخ کعبہ کو ہم انگلستان دیکھیں گے
وہ دیکھیں گھر خدا کا ہم خدا کی شان دیکھیں گے

امورِ ملکی کی بحث میں تم جو ہندوؤں کے ہو گے ساتھی ،
نہ لاٹ صاحب خطاب دیں گے نہ راجہ جی سے ملے گا ہاتھی
نہ اپنا مکھن وہ تم کو دیں گے ، نہ اپنی پوری وہ بانٹ دیں گے۔
پڑے گا موقع جو کوئی آکر تو دونوں ہی تم کو چھانٹ دیں گے
مگر وہ رہتے ہیں دور تم سے یہ لوگ ساتھی ہیں اور پڑوسی
ملے جلے ہیں سوسائٹی میں ، اہیر ان میں تو ہم ہیں گھوسی

کوئی شورش نہیں ہے ، ہر طرح سے خیر سلاّ ہے ،
نہ سرگرمی پولیس کی ہے نہ جاری مارشل لاء ہے
یہ کلکتہ کی شوخی اور یہ ڈھاکہ کی ادا سنجی . . ،

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

وہ اک فرشی کبڈی ہے ، یہ لفظی گیند بلا ہے
یہ دیسی ورزشیں ہیں مغربی جمناسٹک ہے وہ
نئی سنہ کی طنابیں ہیں کرسمس کا پھلا ہے

اٹھا تو ولولہ یہ دل میں کہ صرف یادِ خدا کریں گے ،
معاً مگر یہ خیال آیا ملی نہ روٹی تو کیا کریں گے
کہاں کے قبلہ کہاں کے قبلہ ، جنید کیسے کہاں کے شبلی
عوض تصوف کے ہم نے طب لی بنیں گے سرجن مزا کریں گے

اپنی گرہ سے کچھ نہ مجھے آپ دیجئے ،
اخبار میں تو نام مرا چھاپ دیجئے
دیکھو جسے وہ پانیر آفس میں ہو ڈٹا
بہرِ خدا مجھے بھی کہیں چھاپ دیجئے
دعویٰ بہت بڑا ہے ریاضی میں آپ کو
طولِ شبِ فراق ذرا ناپ دیجئے
سنتے نہیں ہیں شیخ نئی روشنی کی بات
انجن کی ان کی کان میں اب بھاپ دیجئے

نہ کچھ انتظارِ گزٹ کیجئے ،
جو افسر کہے بس وہ جھٹ کیجئے
کہاں کا حلال اور کیسا حرام
جو صاحب کھلائیں وہ چٹ کیجئے
سکھاتے ہیں تقلیدِ انگلش جو آپ
کہیں مفلسوں کو نہ پٹ کیجئے
بہت شوق انگریز بننے کا ہے
تو چہرے پہ اپنے گلٹ کیجئے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ابھی انجن گیا ہے اس طرف سے
کہے دیتی ہے تاریکی ہوا کی ؛
رہی رات ایشیا غفلت میں سوتی
نظر یورپ کی کام اپنا کیا کی ؛

ہوتا ہے نفخ یورپین نان پاؤ سے
میں خوش ہوں ایشیا کی خیالی پلاؤ سے
ایمان بیچنے پہ ہیں اب سب تلے ہوئے
لیکن خریدہو جو علی گڈھ کے بھاؤ سے

مسوں کے سامنے کیا مذہبی بہانہ چلے
چلیں گے ہم بھی اُسی رُخ جدھر زمانہ چلے
میں جانتا ہوں نہ چھوڑیں گے آپ چال اپنی
کسی کا کام چلے اے حضور یا نہ چلے

مسلمانوں کو لطف و عیش سے جینے نہیں دیتے
خدا دیتا ہے کھانا شیخ جی پینے نہیں دیتے

شیخ جی اپنی سی بکتے ہی رہے،
وہ تھیٹر میں تھرکتے ہی رہے
دَف بجایا ہی کئے مضمون نگار
وہ کمیٹی میں مٹکتے ہی رہے
جو غبارے تھے وہ آخر گر گئے
جو ستارے تھے چمکتے ہی رہے

مرے اجداد بھی ڈرتے تھے اکبر، میں بھی ڈرتا ہوں
مگر ان کو گناہوں سے تھا ڈر اور مجھ کو مرنے سے

خدا کے نام پہ لذت نہ پائی اہلِ غفلت نے ..،
تعجب اس میں کیا، دل مرگیا، دُنیا پہ مرنے سے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

شیخ مرحوم کا قول اب مجھے یاد آتا ہے ۔ دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

قابلیت تو بہت بڑھ گئی ماشاءاللہ مگر افسوس یہی ہے کہ مسلماں نہ رہے

جو دونوں ساتھ پڑیں تو یہی مناسب ہے کہ اپنے گھر میں کرسمس بھی کر تو عید بھی کر

پائے در پتلون و دل در پیشواز چند روزے باہمیں حالت بساز،

آگے انجن کے دین ہے کیا چیز بھینس کے آگے بین ہے کیا چیز

انکار نہیں نماز روزے سے مجھے لیکن یہ طریق اب ہے فیشن کے خلاف

دنیا و دیں میں فیصلہ آخر کو یہ ہوا عشقِ بتاں شباب میں پیری میں عشقِ قوم

آپ کی فرقت میں، میں کل رات بھر سویا نہیں،
لیکن اتنی بات تھی، گاتا رہا، رویا نہیں!

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

متفرقات

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

خلافِ شرع کبھی شیخ تھوکتا بھی نہیں
مگر اندھیرے اُجالے یہ چوکتا بھی نہیں

سوپ کا شائق ہوں، یخنی ہوگی کیا،
چاہئے کٹلٹ یہ قیمہ کیا کروں!

زور پر ہے شہر میں طاعون، چارہ کیا کروں،
لاٹ صاحب تک میں چُپ، پھر میں بچارا کیا کروں

کوٹھی میں جمع ہے نہ ڈپازٹ ہے بنک میں،
قلاش کر دیا مجھے دو چار تھینکس نے

گو وہ کھاتے پڈنگ اور کیک ہیں
پھر بھی سیدھے ہیں نہایت نیک ہیں

تن رہے ہیں آپ فکرِ جاہ کی پتلون میں
میں گھلا جاتا ہوں فکرِ رزق کی افیون میں

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہو جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانہ میں

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

مذہب سے پکارا اے اکبر اللہ نہیں تو کچھ بھی نہیں ،
یاروں نے کہا یہ قول غلط ، تنخواہ نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہم ایسی کل کتابیں قابلِ ضبطی سمجھتے ہیں ، کہ جن کو پڑھ کے لڑکے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

ہیں عمل اچھے ، مگر دروازۂ جنت ہے بند کر چکے ہیں پاس لیکن نوکری ملتی نہیں !

شوقِ لیلائے سول سروس نے مجھ مجنوں کو اِتنا دوڑایا لنگوٹی کر دیا پتلون کو !

فقط مذہب سے تم میں عزّت و وقعت کی ہے یہ بُو
وگرنہ اور کیا نسبت کُجا و لیم کُجا کلّو !

شیخ جی گھر سے نہ نکلے اور مجھ سے کہدیا آپ بی۔ اے پاس ہیں اور بندہ بی بی پاس ہے

کہتے ہیں ہر ج کیا ہے جو باریک ہے وہ پُل بائیسکل پہ گذریں گے ہم پُل صراط سے

اے شیخ جب نکیل نہیں دستِ قوم میں پھر کیا خوشی جو اونٹ تری ریل ہو گئے

واسطہ کم ہو گیا اسلام کے قانون سے دب گئی آخر مسلمانی مرے پتلون سے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

جان شاید فرشتے چھوڑ بھی دیں، ڈاکٹر فیس کو نہ چھوڑیں گے

اس اکھاڑے میں اڑنگے دیکھ کر قانون کے شیخ نے تہمد سے ہجرت کی طرف پتلون کے

کچھ شک نہیں کہ حضرتِ واعظ ہیں خوب شخص یہ اور بات ہے کہ ذرا بے وقوف ہیں

مستوں پہ شراب فاقہ مستی لائی پتلون کو کر دیا لنگوٹی اس نے

کہا جو میں نے کہ ان کی ادا انوکھی ہے کہا بتوں نے کہ اردو میاں کی چوکھی ہے

پردہ کا خالف جو سنا بولیں اٹھیں بیگم اللہ کی مار اس پہ علی گڈھ کے حوالے

پیچھے انجن کے بس اب ہولیں مسلماں بھائی اب انھیں خضر کی اور راہ کی حاجت کیا ہے

ناک رگڑی برسوں اس ارمان میں، سُن لیں میری بات اکدن کان میں

قصۂ منصور سن کر بول اٹھی وہ شوخ میں کیسا احمق لوگ تھا پاگل کو پھانسی کیوں دیا

ہم تو کالج کی طرف جاتے ہیں اے مولویو کس کو سونپیں تمھیں، اللہ نگہبان رہے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

بچشمِ غور دیکھو، بلبل و پروانہ کی حالت
وہ اسپیچیں دیا کرتی ہے اور وہ جان دیتا ہے

واعظ کا دل بھی سوزِ محبت سے گرم ہے
چپ رہنے پہ نہ جاؤ یہ دنیا کی شرم ہے

تہذیبِ مغربی میں ہے بوسہ تلک معاف
اس سے اگر بڑھو تو شرارت کی بات ہے

بوٹ ڈاسن نے بنایا، میں نے اک مضموں لکھا
ملک میں مضموں نہ پھیلا اور جوتا چل گیا!

پوچھا کہ شغل کیا ہے کہنے لگے گرو جی
بس رام رام جپنا چیلوں کا مال اپنا

کیا کہوں اس کو میں بدبختیٔ نیشن کے سوا
اس کو آتا نہیں اب کچھ ایجیٹیشن کے سوا

یہ قومی ترقی بھی ہے پریوں کا فسانہ
کانوں سے سنا سب مگر آنکھوں سے نہ دیکھا

ہوئے اس قدر مہذب کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا
کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے ہسپتال جا کر

اے بھائیو بابو صاحب سے کمیٹیز کا نہیں کوئی محل،
کونسلِ علاء الدین میں ہو سکن تو تمہارا غور نہیں

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ہوائے طوبیٰ ہے اب نہ سر میں نہ موجِ کوثر ہے اب نظر میں
ہوس اگر ہے تو بس یہی ہے کہ ہم بھی چھپ جائیں پائنیر میں

ڈال دی جان معانی میں وہ اُردو یہ ہے
کروٹیں لینے لگے طبع وہ پہلو یہ ہے

خدا کے فضل سے ہم نام کے مسلماں ہیں
وگرنہ چین سے رہتے نہ اس زمانے میں

مسلمانوں میں اب تعلیم انگلش رُک نہیں سکتی
کسی سے مشرق و مغرب کی سازش رُک نہیں سکتی

باہم شبِ وصال غلط فہمیاں ہوئیں
مجھ کو پری کا شبہ ہوا اُن کو بھوت کا

بیٹھا رہا میں صبح سے اس در پہ شام تک
افسوس ہو سکا نہ میسر سلام تک

دلوں پہ مارتے جاتے ہیں چھاپہ شیکسپیئر
پڑھو گے حضرتِ سعدی کی بوستاں کب تک

فرق کیا واعظ و عاشق میں بتاؤں تم کو
اس کی حجت میں کٹی، اِس کی محبت میں کٹی

گولیوں کے زور سے کرتے ہیں وہ دنیا کو ہضم
اس سے بہتر اس غذا کے واسطے چورن نہیں

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

چو مسٹر نباشد ترا میہماں ،   چہ بر میز خوردن ، چہ بر روئے خواں

نیچریت چیست ، از دیں گم شدن   نے قمیص و کوٹ و پتلون و بٹن

میں نے کہا کہ اپنا سمجھئے مجھے غلام   بولا وہ بُت یہ ہنس کے فرنگی نہیں ہوں میں

رہ گئے نا آشنا، احباب غائب ہو گئے،   ہم نفس دو اک جو باقی تھے وہ صاحب ہو گئے

کدھر جاتی ہے طبعِ قوم اِس کو کوئی کیا جانے
بصیرت جن کو ہے وہ جانیں، یا اس کو خدا جانے

عاشقوں کے لئے بھی معین ہو گئے ہیں اب حقوق
عہدِ انگریزی ہے یہ ، اے جانِ جاں شاہی گئی

زمانہ کہہ رہا ہے سب سے پھر جا   نہ مندر جا نہ مسجد جا ، نہ گرجا ،

پکا لیں پیس کر دو روٹیاں ، تھوڑے سے جَو لانا
ہماری کیا ہے اے بھائی نہ مسٹر ہیں نہ مولانا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

آسائش عمر کے لئے کافی ہے، بی بی راضی ہوں اور کلکٹر صاحب

پشّہ بید اراست و پنکھا کش بخواب افتادہ است،
اکبر بے چارہ امشب در عذاب افتادہ است

شیخ جی رفرف بہ پھرتے تھے پہلے چرخ پر،
چشم بددور اب بنے ہیں آپ کمسریٹ کو اونٹ

اضافہ ہوئی مجھ سے گندم پہ تے یہ پوتے سے بھی اک خطا ہو گئی

سوال اب یہ عبث ہی جب ہو پتلونوں کی ارزانی،
چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

نبض آپ کی ہی سست بدن آپ کا تخ ہے،
شاید چلی بیگم سے کسی بات پہ چخ ہے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

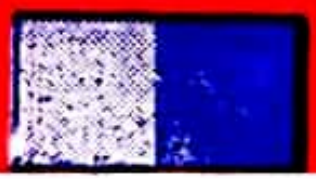

غالبیات میں ایک اہم اضافہ

غالب کی نادرِ تحریریں

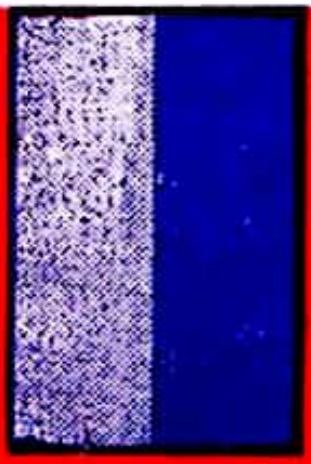

مرزا اسد اللہ خاں غالب کی بہت سی اہم تحریریں ایسی ہیں
ان کی نثری تصانیف میں شامل نہیں ہیں اور مختلف رسالوں اور
ابوں میں بکھری پڑی ہیں۔ ان کی ادبی اہمیت اور فنی قدر و قیمت کے
ظر اردو کے معروف ادیب اور ممتاز نقاد جناب خلیق انجم
ے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ توضیح حواشی اور تعلیقات نے اس کتاب کو
تیب و تالیف کا بھی اچھا نمونہ بنا دیا ہے۔

قیمت :- چار روپے۔ صفحات :- ۱۸۴

مکتبۂ شاہراہ، دہلی

Scanned by CamScanner